جلد ⑲ شمارہ ⑨ ستمبر ۲۰۱۹ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

ستمبر ۲۰۱۹ء

ملکہ کوہسار اور موسم بہار ماہ نامہ آب حیات لاہور ستمبر ۲۰۱۹ء کی اشاعت میں پیش کیا جارہا ہے، کتابی شکل میں بھی دستیاب ہے، اگر ماہ نامہ میں مکمل بیانات نہ مل سکیں تو کتاب طلب کریں۔

ماہنامہ کے صفحات محدود ہیں

آغازسُخَن

محمودُالرشید حدوٹی عباسی

ملکہ کوہسار مری قدرت کی نیرنگیوں اور بوقلمونیوں سے مالا مال وسرشار، سرسبزوشاداب، دلکش ودلفریب سیاحتی مقام ہے،وفاقی دارالحکومت سے نکلتے ہی چہار سوہریالی،سبزہ، احجار کی صف بندی، اشجار کی فلک بوس چوٹیاں، کج مج کشادہ شاہرائیں،زمین کا نشیب وفراز، ندی نالوں کا مدوجزر،بلندی سے گرتے آبشاروں کی خوشنمائی ودلربائی،یمین ویسار چرندپرند کی کانوں میں رس گھولتی صدائیں،خوشگوار ہواؤں کے جھونکے،اور کوہساروں کے پہلو اور آغوش میں بادلوں کے حیران کن مرغولے، دیکھنے والے کی نگاہوں کو حیرہ اور زائر کی چشم بینا کوان مناظر میں کھوجانے پر مجبور کر دیتے ہیں، عجائبات کے مطالعہ سے زبانِ انسان بے ساختہ کلمات تسبیح سے تر بتر ہو جاتی ہے، نظارگی کو دیکھ کر انسانی زبان مہرخامشی توڑ ڈالتی ہے، فتبارک اللہ احسن الخالقین پکارا اٹھتی ہے۔

موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی سبزہ پھوٹنا شروع ہو جاتا ہے، جن درختوں کی شاخوں سے موسم خزاں میں پتے اتر چکے تھے، درختوں کی ٹہنیاں اور ڈالیاں پتوں کے اترنے کی وجہ سے عریاں ہو چکی تھیں اب وہ رفتہ رفتہ اپنے برہنہ جسم پر قدرتی لباس کی پیوند کاری میں مشغول ہو جاتی ہیں، دیکھتے ہی دیکھتے چند ایام میں ان درختوں کی ٹہنیاں اور ڈالیاں سرسبز وشاداب ہو جاتی ہیں، دیکھنے والے کو قدرت کی اس صناعی اور کاریگری پر حیرت ہوتی ہے کہ کل تک یہ شاخہائے شجر عریاں تھیں آج انہوں نے سبز لباس زیب تن کر لیا ہے۔

بندہ گزشتہ تیس بتیس برسوں سے زندہ دلوں کے شہر لاہور میں خیمہ زن ہے، جہاں شبانہ روز قلم وکتاب کی یاری نبھا رہا ہے، میرے یمین ویسار میں اگر کثرت کے ساتھ کوئی شے دیکھی جاسکتی ہے تو کتاب نامی ایک مظلوم چیز ہوتی ہے، جسے وقفے وقفے سے دیکھا جاتا ہے، آنکھوں کی بینائی اور قلب وجگر کو راحت وسکون پہنچانے کا اہتمام وانصرام کیا جاتا ہے۔

ملکہ کوہسار مری میں بھی فقیر کی کٹیا اور کاشانہ موجود ہے، جہاں سال میں کبھی کبھار جانا ہوتا ہے، مقفل دروازے وا کیے جاتے ہیں اور چند ایام گزار کر واپسی کی راہ لی جاتی ہے، ملکہ کوہسار مری میں میرے بھائی بہن رہائش پذیر ہیں، میرے جان وجگر سے پیارے، میری آنکھوں کا نور، میرے دل کا سرور، میرے کارہائے فقیرانہ کے ممد ومعاون، میرے لیے آہہائے سحر گائیوں میں اشکبار آنکھیں رکھنے والے، بارگاہ الٰہی میں رات کے سناٹے اور تاریکی میں دست دعا دراز کرنے والے، میرے پشتیبان، میرے دل وجان امی اور ابو رہتے ہیں، اللہ ان کا سایہ شفقت ومہر سلامتی ایمان اور تندرستی جان کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھے، ان کی نیک دعائیں ہمارے حق میں قبول ومنظور فرمائے، آمین یارب العالمین۔

امسال عیدالفطر کے بعد مری کے لیے مع اھل وعیال رخت سفر باندھا، خیالات کی دنیامیں یہی بات تھی کہ جلد ہی انہیں وہاں چھوڑ کر واپسی کی راہ لوں گا، مگر جاتے ہی میں نے اپنی لائبریری کا رخ رُوبقبلہ کر دیااور کارِ تحریر میں مشغول ومنہمک ہوگیا، جب سے تحریر و قلم کے ساتھ رشتہ جوڑاتب سے اپنا وطیرہ یہی رہا کہ نشستِ تحریر رُوبقبلہ ہوتی ہے، اس سے مجھے فرحت وسرور ملتاہے، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے مجھ پر اللہ کی طرف سے فیضان آرہاہے، شاید یہی وجہ ہو کہ عالم اسلام کو رُوبقبلہ ہو کر نماز پڑھنے کا حکم آیاہے، ورنہ تو وہ کہتاہے جدھر منہ کرادھر ہی میں ہوں، پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے کا مقصد کیاہے؟ یہی ناں کہ ادھر سے فیضان ملتاہے، ادھر سے فیاض کی جود وسخا کی بارش ہوتی ہے، ادھر سے رحمتوں کا مینہ برستا ہے، بس رُوبقبلہ بیٹھتاہوں تو پھر ایک نرالی دنیامیں گم ہو جاتاہوں۔

جب کارِ تحریر میں مشغول ہوگیا تو واپسی کے ارادے اور عزائم طاق میں رکھ دیے، پھر معارف الفرقان کی تیرہویں اور چودہویں جلد پر نظرثانی اور حروف بینی کی، انہیں اشاعت وطباعت کے لیے تیار کیا، یوں ذہن ایک طرف مبذول ہوگیا کہ اب یہ کام کسی کنارے لگا، انیتس پارے پایہ تکمیل کو پہنچ گئے، اب ان شاءاللہ قدرت والے کی یاوری، مدداور دست گیری کے ساتھ تیسواں پارہ اور پندرہویں جلد پر کام کا آغاز ہوگااور ان شاءاللہ جلد پندرہوِیں جلد بھی پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

مری پہنچتے ہی لورہ ضلع ایبٹ آباد میں جمعہ کے خطاب کے لیے حاضری کی دعوت مل گئی، حضرت مولانا مفتی نادرخان صاحب رئیس جامعہ اسلامیہ وخطیب

مرکزی مسجد لورہ کی طرف سے ملنے والی اس دعوت نے تن بدن میں فرحت وانبساط کی لہر دوڑادی، بصد مسرت یہ دعوت قبول کرلی اور ۱۴جون ۲۰۱۹ء کو لورہ پہنچ گیا، جہاں حضرت مفتی نادر خان صاحب اوران کے مدرسہ کے اساتذہ کرام نے دیدہ ودل فرش راہ کیا، کلمات ترحیب کے ساتھ گلے لگایااور میری آمد پر مسرت وخوشی کااظہار کیا،اللہ اس محبت پران کواپنی شایان شان عطافرمائے۔

مرکزی جامع مسجد لورہ میں بندہ کئی سال تک خطیب رہا، یہ بہت بڑی مسجد ہے جس میں ناقص اندازے کے مطابق کوئی دس پندرہ ہزار لوگ جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں، اللہ مجھے معاف کردے مجھے درست فگر یا تعداد کا پتا نہیں ہے، لیکن میرا گمان غالب یہی ہے کہ اس مسجد میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ جمعہ کے لیے رونق افروز ہوتے ہیں، مسجد کا وسیع ھال، مسجد کا برآمدہ، گیلریاں، مسجد کے نیچے مدرسہ کی حدود میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی، باوجودیکہ میرے وہاں سے آنے کے بعد اطراف واکناف کی مختلف مساجد میں جمعہ شروع کردیا گیا، مگر مرکزی مسجد کی مرکزیت اور رونق میں فرق نہیں آیا۔الحمدللہ

خطاب جمعہ کے بعد یہاں میرے جاننے والوں، ملنے والوں اور چاہنے والوں کی محبت کاعالم دیدنی تھا،ہر شخص محبت کی اشکباریوں کے ساتھ بغل گیر ہورہا تھا، مصافحہ اور معانقہ کررہا تھا، اس میں اپنا کوئی کمال نہیں بلکہ دینے والے کی عطا اور سادہ لوح، مخلصین کی محبت اوران کا بڑاپن ہے۔

بعدازاں حضرت مفتی نادر خان صاحب کے دفتر میں علاقہ بھر کے علماء کرام جن کے میں نام نہیں جانتا کافی تعداد میں ملاقات کے لیے جمع تھے، ان میں جامعہ رشیدیہ ساہی وال کے فاضل، مرکزی مسجد کے سابق نائب خطیب، ماہنامہ آب حیات

کے لورہ میں نمائندہ خاص، مولانا حافظ غلام جیلانی صاحب حاجی شمیم عباسی صاحب، مرکزی مسجد کے صدر حاجی شبیب عباسی صاحب، جناب الحاج غفار خان صاحب، الحاج محمد آصف صاحب ان کے برادر کبیر بھائی محمد نواز صاحب، ان کے والد گرامی جناب محمد نیاز صاحب اور ان کے علاوہ مجھے معلوم نہیں کون کون لوگ مجھے ملنے کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، اللہ ان سب کو اپنی شایان شان دہ دنیا ستر آخرت مالا مال کرے، یہ سب دین کی محبت ہے، جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس قدر لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈالی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزا

❀

۲۱جون ۲۰۱۹ء کے جمعہ کے لیے خطیب کوہسار، مخلص الملۃ، ولی کامل، مرشد حق، عظیم داعی الی اللہ، دین اسلام کے دیرینہ خادم اور رضاکار، خاندان عباسیہ کے چشم وچراغ جناب مولانا قاری سعید عباسی صاحب مدظلہ کی طرف سے حکمنامہ مل گیا کہ جمعہ جامع مسجد علی المرتضیٰ سنی بنک مری میں پڑھانا ہے، میں نے وقفے وقفے سے معذرت کی، کبھی ہامی بھرلی، کبھی معذرت کرلی، بالآخر میری کوئی معذرت اور جان خلاصی کی تدبیر کام نہ آئی مجھے طوعاً و کرھاً حضرت کے حکم کی تعمیل میں سنی بنک آنا پڑا، جرنیلی شاہراہ کی تعمیر جدید کے باعث ہمیں آج کاسیری براستہ نیو مری سنی بنک پہنچنا پڑا، ہمارے پاس وقت صرف پندرہ بیس منٹ تھا، اس قلیل وقت میں ہمیں اللہ کی مدد، نصرت اور آیۃ الکرسی کے وِرد نے پہنچایا۔

میری آمد سے قبل قاری سعید صاحب کے فرزند ارجمند، دلبند منبر پر جلوہ افروز ہو چکے تھے، میں تاخیر کی وجہ سے مجمع میں آکر ایک طرف بیٹھ گیا، مگر بڑے باپ کے عظیم بیٹے نے مجھے دیکھتے ہی تعارف کروایا اور کہنے لگے کہ ہماری سعادت ہے کہ آج

وطن عزیز پاکستان کے عظیم عالم تشریف لائے ہیں اور آج انہی کا بیان ہوگا، اس کے بعد فقیر نے بیان شروع کیا، جو ہماری اسی کتاب میں مکمل موجود ہے، جمعہ کے بعد جود وسخا کے ان پیکروں نے جامعہ عربیہ سنی بنک کے مہمان خانے میں پر تکلف ضیافت سے نوازا، اس دوران کچھ مدارس کے نوجوان علماء اس فقیر کا سن کر ملنے کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، جن سے مصافحہ اور معانقہ کے بعد حال احوال لیے اور میز بانوں سے اجازت لی۔

خطیب کوہسار مولانا قاری سیف اللہ سیفی صاحب کی زیارت اور شرف ملاقات کے لیے اسی روز حاضری ہوئی، انہوں نے کمال عنایت اور مہربانی سے شرف زیارت بخشا، جب کچھ دیر بعد ہم وہاں پہنچے تو قاری صاحب اپنے احباب ورفقاء اور اپنے قابل قدر اور قابل رشک فرزند مولانا ظفرالاسلام سیفی صاحب کے ساتھ اپنے دفتر میں جلوہ افروز تھے، ہمارے ساتھ جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا عطاءاللہ بخاری بھی تھے۔

خطیب کوہسار سے ہم نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق انٹرویو لیا، مگر وائے ناکامی میموری کارڈ کے فل ہونے کی وجہ سے ہم مکمل ریکارڈ نہ کرسکے، ان کے لخت جگر نے اپنے موبائل میں وہ انٹرویو محفوظ کیا، مگر ہماری چاہت کے باوجود پھر دوبارہ ہمیں نہیں مل سکا، جس وجہ سے وہ شامل اشاعت نہیں ہو سکا، آئندہ اگر ہمیں وہ انٹرویو مل جاتا ہے تو قارئین خطیب کوہسار کی شخصیت سے اور ان کے علمی اور دینی کارناموں سے روشناس ہو سکیں گے، ورنہ منتظر فردا رہنا ہوگا۔

پھر ہم کشمیر پوائنٹ جا پہنچے، جہاں ہمارے بزرگ دوست، بھائی اور ہمارے مہربان الحاج خواجہ عارف قاسم صاحب، ان کے فرزند حافظ احمد خواجہ، اسجد خواجہ، اسامہ خواجہ، ان کی اہلیہ اور ان کی بیٹیاں سیزن کے ایام میں مری آئی ہوئی تھیں۔

الحاج خواجہ عارف قاسم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہوا ہے، وہ دین کی اشاعت و تبلیغ کا درد رکھنے والے انسان ہیں، علماء اور طلباء سے محبت رکھنے والے خدا ترس آدمی ہیں، ان کے دولت خانے پر حاضری ہوئی، کچھ دیر ان کے احباب اور ان کی زیارت کے لیے آنے والے مہمانوں کے پاس بیٹھنا ہوا، پھر دعا کی اور ان سے اجازت لے کر واپسی کی راہ لی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں سلامتی ایمان کے ساتھ تندرستی جان بھی عطا کرے۔

۲۸ جون ۲۰۱۹ء کے جمعہ کے لیے مبلغ اسلام، حضرت مولانا محمد طاہر عباسی صاحب مدظلہ کی طرف سے حکمنامہ مل گیا کہ آپ نے جمعہ اوسیاہ مری میں پڑھانا ہے، چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل میں یہ جمعہ یہاں پڑھانے کی سعادت مل گئی، مرکزی مسجد اوسیاہ اپنے علاقہ کی سب سے بڑی مسجد ہے، جس کی تعمیر جدید پر کروڑوں روپے کے اخراجات اٹھے اور سلسلہ کوہسار کے بیچوں بیچ اس کی پر شکوہ عمارت تیار ہوئی اور دیکھنے والوں کی اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، دور دراز سے لوگ یہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں، اس کے خطابت کا سہرا حضرت مولانا محمد طاہر عباسی صاحب کے سر پر بندھا ہوا ہے، حضرت مولانا محمد طاہر صاحب جامعہ فاروقیہ کراچی کے فاضل اور شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، علاقہ بھر میں ان کی خدمات

ہیں، علاقائی مسائل کے حل میں ان کا نمایاں کردار ہمیشہ سے رہا ہے، اللہ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔آمین

۵جولائی ۲۰۱۹ء کے جمعہ کے لیے محسن کوہسار، ولی کامل، مجاہد فی سبیل اللہ،حامی توحید وسنت، قاطع شرک وبدعت، استاذ محترم حضرت مولانا محمد سفارش عباسی صاحب رئیس جامعہ اشاعت اسلام نیومری نے حکم فرمایاتوان کے حکم کی تعمیل میں جامعہ اشاعت اسلام نیومری پہنچا، جہاں اللہ تعالیٰ نے خطاب جمعہ کی سعادت بخشی، تاحدنگاہ سامعین موجود تھے، جامعہ اشاعت اسلام کی مسجد کا ھال، صحن،درسگائیں، مسجد کی دوسری منزل کھچاکھچ بھری ہوئی تھی، جامعہ اشاعت اسلام میری مادرعلمی ہے، یہاں کئی بار پہلے بھی مجھے آنے کی سعادت مل چکی ہے، یہاں کئی بار سامعین سے خطاب کرچکاہوں، یہاں بھی لوگوں نے بہت محبت دی، خطاب سے پہلے مولانا جمیل اصغر توحیدی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ اشاعت اسلام نے خطاب کی اہمیت اورافادیت بیان فرمائی،اللہ انہیں اپنی شایان شان عطافرمائے۔

۱۲جولائی ۲۰۱۹ءکے جمعہ کے لیے برادر محترم مولانا قاری طالب الرحمان حدوٹی صاحب سلمہ نے فرمایاکہ امیر حمزہ مسجد دیول مری میں جمعہ پڑھاناہے،ان کی فرمائش پر دیول جانا ہوا، قاری طالب حدوٹی صاحب یہاں ایک عرصہ سے خدمات انجام دے رہے ہیں، عرصہ ڈیڑھ دوسال سے سڑک کی تعمیر جدید کے باعث یہاں پہنچنا دشوار گزار ہے، مگراس کے باوجود قاری طالب صاحب مجاہدہ کرتے ہوئے حدوٹ سے ہرجمعہ کو یہاں تشریف لاتے اور جمعہ پڑھاتے ہیں،اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں

برکت عطافرمائے اور مزید کام کرنے کی توفیق بخشے۔

قاری طالب صاحب کی دعوت پر دومرتبہ ان کے مدرسہ اشاعت القرآن نیر گول مری میں حاضری دی، ایک بار بہت ہی مختصر دورانیے کے لیے حاضری دی اور ایک بار درس قرآن کریم کے سلسلہ میں تفصیلی حاضری دی، اور ان کی پر تکلف ضیافتوں سے لطف اندوز ہوئے، ان کی شبانہ روز کی دینی مساعی کو دیکھا، دل باغ باغ ہو گیا، اللہ قبول فرمائے۔

۱۹جولائی ۲۰۱۹ء کے جمعہ کی دعوت حضرت مولانا قاری عبدالواجد عباسی صاحب نے دی اور فرمایا کہ جامع مسجد سعید الشمیری میں وقت دیں، چنانچہ ان کی دعوت پر جامع مسجد الشمیری میں جمعہ پڑھایا، بہت سے ہمارے عزیز رشتہ دار میراسن کر یہاں جمعہ پڑھنے کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، مجمع بھی بہت خوب تھا، قاری عبدالواجد صاحب نے مسجد کے منبر سے ترحیبی کلمات ادا کرتے ہوئے خطاب کی دعوت دی، اور مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری سعادت ہے کہ ملک پاکستان کے عظیم عالم دین آج ہمارے اندر موجود ہیں اور وہ ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے۔

اس کے بعد ان کے ادارہ علوم القرآن تلوٹ میں حاضری ہوئی، جہاں ادارے کا وزٹ کیا اور قاری صاحب کی بابرکت ضیافت سے لطف اٹھایا اور ادارے سے متعلق دلچسپی کے امور پر مشاورت ہوئی، اللہ قاری عبدالواجد صاحب کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔

۲۶جولائی ۲۰۱۹ء کے جمعہ کی دعوت مبلغ اسلام، داعی توحید وسنت حضرت مولانا عبدالرحمان عباسی صاحب نے دی، یہ جمعہ مدنی مسجد دنوئی میں پڑھایا، اس سے پہلے حضرت کے زیراہتمام مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن کا وزٹ بھی کرلیا تھا، جہاں قاری صاحب شبانہ روز اشاعت قرآن وسنت میں مشغول ہیں، آپ مرنجا مرنج شخصیت کے مالک، ملنسار، ہمدرد، غمخوار ملت اور یاروں کے یار آدمی ہیں، انہوں نے اپنے اداروں کا وزٹ کروایا، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔

حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے روح رواں جناب قاری محمد منسوب رحیمی صاحب اور ملک انعام الرحمان صاحب کی ملکہ کوہسار مری آمد پر ان کے ادارے کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا، ادارہ کو ملنے والے پلاٹ کی نشاندہی اور پیمائش کی گئی، افتتاحی پروگرام میں تلاوت، نعت شریف اور بیان سے ایمان جذبات کو جلابخشی گئی۔

اپنی پچاس سالہ زندگی میں پہلی مرتبہ بذریعہ گاڑی نیومری میں پتریاٹہ کی چوٹی پر اس وقت جانا ہوا جب لاہور سے ہمارے ہاں مہمان تشریف لائے ہوئے تھے، چیئر لفٹ کے ذریعے پتریاٹہ پہلے بھی کئی بار جاچکے ہیں، مگر بذریعہ سڑک یہ پہلا سفر تھا جو بہت ہی خوشگوار اور مشام جان کو معطر کرنے والا تھا۔

ملکہ کوہسار مری میں فقیر خانے کے اڑوس پڑوس میں اس سال اللہ نے اپنے غیبی خزانوں سے خوب خوب فروٹ عطافرمایا، جو براہ راست درختوں کی شاخوں سے توڑ توڑ کر کھانے اور لطف اندوز ہونے کی توفیق ملی، اللہ کی نعمتیں کھانے پر ہر بن مو

سے کلمات شکر نکلتے رہے، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیااور عقبیٰ کی نعمتوں سے مالامال فرمائے۔

❁

ملکہ کوہساری مری سے بندہ کا قلبی تعلق ہے، یہ میری جنم بھومی ہے، میرے آباؤاجداد کا مسکن ہے، یہ شیر دل اور جرأت مند لوگوں کا دیس ہے، یہاں ہر گاؤں اور دیہات میں توحید وسنت کے متوالے فروکش ہیں، یہاں توحید کی صدائیں گونجتی ہیں، یہاں بہت سی خوبیوں کے مالک لوگ رہائش پذیر ہیں، یہ وفاداروں اور جانثاروں کی دھرتی ہے، یہاں احسان فراموشی نہیں بلکہ صدیوں تک اپنے محسنین کو یادرکھاجاتاہے۔

ملکہ کوہسار کے باسیوں میں فوجی جرنیل، نیول افیسران، بحریہ اور فضائیہ کے افیسران، ارباب سیاست رہائش پذیر ہیں۔

یہاں علماء، قرأاور حفاظ قرآن رہتے ہیں، سیزن میں یہاں ہر طرح کے لوگ تشریف لاتے ہیں، کچھ وقت گزارتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں، مگر ایک طبقہ یہاں بارہ مہینے قیام کرتا ہے بلکہ سالہاسال سے یہاں اقامت پذیر ہے، اس طبقہ کو علماء کرام کا طبقہ کہاجاتاہے، جو گرمی اور سردی میں ملکہ کوہسار کے لوگوں کی دینی خدمت پر مامور رہتے ہیں، ٹھنڈے اور گرم موسموں کے تغیرات نے ان کے گورے سفید رنگ اجاڑ ڈالے ہیں، جسمانی کمزوریاں اور بیماریاں الگ مسئلہ ہے، مگر ان لوگوں نے اپنے مشن سے ہمیشہ وفا کی ہے۔

قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں میں موسمی تغیرات نے کبھی اثرات مرتب نہیں کیے، یہ لوگ بروقت اذانیں دیے جارہے ہیں اور اپنا کام کیے جارہے ہیں، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، میں ان لوگوں کی عظمت شان کو کروڑوں

سلام پیش کرتا ہوں، اللہ ان کی خدمات جلیلہ فاضلہ کو قبول و منظور فرمائے۔

پیش نظر کتاب میں ملکہ کوہسار مری میں کیے جانے والے خطابات کی کہیں تفصیل ہے اور کہیں اجمال ہے، یہ افادہ عام کے لیے پیش کیے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور صدقہ جاریہ بنائے۔

جن علماء کرام نے، جن دوست احباب نے، جن محبین و مخلصین نے مجھے ان دینی پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی اور مجھے اس اہل سمجھا کہ میں ان کے سامعین سے مخاطب ہوں، سب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی شایان شان دہ دنیا ستر آخرت عطا فرمائے، سب سے اپنے دین کا کام لے۔ آمین

مکرر سہ کرر مفتی نادر خان صاحب، مولانا قاری محمد سعید عباسی صاحب، مولانا محمد طاہر عباسی صاحب، مولانا محمد سفارش عباسی صاحب، مولانا جمیل اصغر توحیدی صاحب، مولانا قاری طالب الرحمان حدوٹی صاحب، مولانا قاری عبدالواجد عباسی صاحب، مولانا عبدالرحمان عباسی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جزاھم اللہ احسن اللہ الجزا فی الدنیا والآخرہ

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی عباسی

جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

۲۴ اگست ۲۰۱۹ء

آعمال کا بینک
یہ بیان جامع مسجد علی المرتضیٰ سنی بنک مری میں ۲۱ جون ۲۰۱۹ء کو اجتماع جمعہ سے کیا گیا۔
جامع مسجد علی المرتضیٰ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود سمٹ کر سما گئی تھی، ہر طرف انسانی سر دکھائی دے رہے تھے، ملکہ کوہسار مری میں سیزن گزارنے کے لیے آنے والے وطن عزیز پاکستان کے اطراف واکناف سے لوگ یہاں موجود تھے۔ تقبل اللہ عنا۔

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو: مولا علی شیر خدا کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے پر اپنے رب کو پہچانا، آج مجھے اس وقت یہ فرمان رہ رہ کر یاد آرہا تھا جب میری ایک نظر گھڑی پر تھی اور دوسری کوہساروں کے بیچوں بیچ گھومنے والی ان شاہراؤں پر تھی، جرنیلی سڑک کی تعمیر نو کے باعث ہمیں آج نیو مری کا راستہ اختیار کرتے ہوئے آپ تک پہنچنا پڑا، گھر سے تو ہم ایسے وقت پر نکل پڑے تھے کہ اگر روٹین کے مطابق ہمارا وقت لگتا تو ہم بروقت آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو جاتے مگر ہمیں نیو مری کا طویل راستہ اختیار کرنا پڑا، بہر حال قدرت والے کی کاریگری اور مہربانی تھی کہ اس نے پھر بھی ہمیں اپنی قدرت کاملہ سے یہاں پہنچا دیا۔ ورنہ جوں جوں گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کرتی آگے کی سمت چلتی تھیں ہم منٹ اور سیکنڈ شمار کر رہے تھے ادھر وقت کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے بلڈ پریشر بھی ہائی ہوتا چلا جا رہا تھا، مگر ہماری تسبیحات، درود شریف اور آیۃ الکرسی کا ورد بھی مسلسل کام کر رہا تھا، اللہ نے ان اوراد و وظائف کے طفیل بروقت پہنچا دیا۔

محترم دوستو! میں نے آیت مبارکہ تلاوت کی جس میں ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہے، میرے نزدیک ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بینک میں جا کر اکاؤنٹ کھلواتا ہے، جب اس کا اکاؤنٹ کھل جاتا ہے تو تھوڑی رقم ہو یا زیادہ وہ اس اکاؤنٹ میں وقتاً فوقتاً جمع ہوتی چلی جاتی ہے، لیکن اکاؤنٹ نہ ہونے کی صورت میں اگر

کوئی شخص بینک میں جا کر بینک منیجر کو کروڑوں روپے بھی حوالے کر دے تو وہ اس کی بھاری بھر کم رقم جمع کرنے سے معذرت کر دے گا اور صاف کہہ دے گا کہ ہم آپ کی اس قدر بھاری رقم یہاں نہیں رکھ سکتے، اس لیے کہ آپ کا ہمارے ہاں کوئی کھاتہ ہی نہیں ہے، جب کہ اس کروڑوں والے کے مقابلے میں چند سو یا چند ہزار روپوں والے شخص کی رقم جمع کر لی جاتی ہے، اس لیے کہ کروڑوں والے کا اکاؤنٹ نہیں ہے، جب کہ اس کا اکاؤنٹ یہاں موجود ہے۔

اسی طرح ایمان والے شخص کا کھاتہ اللہ کے ہاں کھل جاتا ہے، اس لیے اس کی تھوڑی سی نیکی بھی جمع کر لی جاتی ہے، محفوظ کر لی جاتی ہے، یہاں تک کہ راستے میں آتے ہوئے اگر کسی مسلمان کو کسی روڑے، کسی پتھر کی ٹھوکر تک لگتی ہے تو اس پر اسے اجر ملتا ہے، اگر کسی کے کپڑے کسی خار دار جھاڑی سے الجھ کر پھٹ جاتے ہیں تو اس پر اسے اجر ملتا ہے، بخار ہو جاتا ہے اس پر اسے اجر ملتا ہے، ہم نے اتنا طویل راستہ، پر مشقت راستہ عبور کیا، بلڈ پریشر ہائی ہوا، دل کی دھڑکن تیز ہوتی چلی گئی اس پر ہمیں اجر و ثواب ملے گا۔ مومن شخص کو پہنچنے والی تکلیف پر اللہ اجر عطا فرماتا ہے، اس کے ایمانی بینک میں اعمال ذخیرہ کر لیے جاتے ہیں، جب کہ کافر کو پہنچنے والی تکلیف، کافر کو چبھنے والے کانٹے، کافر کو لگنے والی ٹھوکر پر اسے اجر نہیں ملتا بلکہ وہ اس کی دنیوی سزا ہوتی ہے۔

مسلمان کے ایمانی بینک میں ہر آن و لمحہ نیکیاں جمع ہوتی رہتی ہیں، مسلمان جب اذان سنتا ہے تو اذان کے وقت خاموشی اختیار کرتا ہے، اذان کے کلمات کے ساتھ ساتھ کلمات ادا کرتا چلا جاتا ہے، سرکار دوعالم ﷺ نے اذان پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا کہ مؤذن کی گردن روز محشر سب سے اونچی دکھائی دے گی، اس

لیے کہ اس نے دنیا میں اپنے پروردگار کا نام اونچا کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اذان دینے کی فضیلت معلوم ہو جائے تو تم مؤذن کو اذان دینے کی جگہ سے ہٹا کر خود اذان دینے لگو، مگر نہیں تم اذان توجہ سے سنو، اذان کے کلمات کے ساتھ ساتھ کلمات ادا کرتے چلے جاؤ، پھر اذان کے اختتام پر مجھ پر درود شریف پڑھو اور اذان کے بعد والی دعا پڑھو تو میں بروز محشر تمہاری گواہی دوں گا اور جنت کے لیے تمہاری سفارش کروں گا۔

نماز کی تیاری کے لیے آپ وضو بناتے ہیں، ایک ایک عضو دھوتے وقت اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو معاف کرتے چلے جاتے ہیں، موسم سرما میں آپ ﷺ نے ایک درخت کی شاخ کو ہلایا، جس سے اس درخت کے پتے لگاتار گرنے لگے، صحابی سے پوچھا کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہی اس عمل کو بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان شخص جب وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ یونہی گر جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا کہ جس شخص کے گھر کے صحن میں سے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ روزانہ اس نہر میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہ جاتی ہے؟ بتایا گیا کہ نہیں فرمایا کہ اسی طرح جب بندہ مومن پنجگانہ نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔

اسی طرح جب بندہ مومن اپنے گھر سے وضو بنا کر مسجد کی سمت چلتا ہے تو ایک ایک قدم پر اسے دس نیکیوں سے نوازا جاتا ہے، پھر جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ پڑھتا ہے، اللھم افتح لی ابواب رحمتک پڑھ کر اپنے

لیے اپنے اللہ سے رحمتوں کے دروازے وا کرنے کی درخواست کرتا ہے، پھر بائیں جوتی اتارتا ہے، پھر دائیں جوتی اتار کر دائیاں پاؤں پہلے اور بائیاں پاؤں بعد میں مسجد کے اندر داخل کرتا ہے، درود شریف پڑھنے پر بینک بیلنس میں اضافہ ہوتا چلا گیا، دس دس نیکیاں مل گئیں، دعا پڑھنے پر رحمتوں کے دروازے کھل گئے، اللہ کی بارگاہ میں قبولیت مل گئی۔

آپ اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف تشریف لائے تو مسجد میں آکر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیں، اگر اللہ کے گھر میں آکر وضو کیا تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ لیں، اس پر پھر دیکھیے کہ رب تعالیٰ اس بندہ مومن کو کیا کچھ معراج عطا فرماتے ہیں۔

سیدنا بلال حبشیؓ کو دیکھیے، رنگت سیاہ، موٹے موٹے ہونٹ، کوئی ظاہری دلکشی اور جاذبیت نہیں ہے، مگر جب میرے سرکار ﷺ معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے، اسی سفر میں آپ ﷺ کو جنت کی سیر کرائی گئی، اس رات میں جنت میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی، تو جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کس کے قدموں کی آواز میں سن رہا ہوں؟

جبریل نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ آپ کے غلام بلال حبشی ہیں جو مکہ کی گلیوں میں چلتے ہیں تو ان کے قدموں کی آواز جنت میں سنائی دے رہی ہے، واپسی پر بلال سے پوچھا کہ آپ کیا خاص عمل کرتے ہو کہ آپ کے قدموں کی آہٹ جنت میں مجھے سنائی دی، عرض کرنے لگے یارسول اللہ! نامہ اعمال میں اور تو کوئی خاص عمل دکھائی نہیں دیتا، ہاں ایک دن آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ الفاظ سنے تھے کہ جب وضو کرو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ لیا کرو، یارسول اللہ! وہ دن گیا، آج کا دن آیا بلال سے یہ دو رکعت صلاۃ الوضو قضا نہیں ہوئی، یہ ہے انسانی اعمال کا بینک بیلنس جو بڑھتا ہے تو

بڑھتا چلا جاتا ہے۔

آپ مسجد میں تشریف لے آئے، آپ کی نگاہ مسجد کی گھڑی پر پڑی تو پتا چلا کہ ابھی نماز باجماعت میں کچھ وقت باقی ہے، آپ خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ نے سبحان اللہ کا ورد نہیں کیا، الحمد للہ، اللہ اکبر، درود، تلاوت کچھ نہیں کیا، خاموشی سے نماز باجماعت کی انتظار میں بیٹھ گئے تو میرے مدینہ والی سرکار فرماتے ہیں کہ یہ خاموشی سے بیٹھنا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے، یوں انسان کے نامہ اعمال میں اضافہ ہوتا ہے اور نیکیوں کا بینک بیلنس بڑھتا چلا جاتا ہے، بڑھتا چلا جاتا ہے اور اسے ہم نے بڑھانا ہے۔ خاموش بیٹھنا عبادت میں شمار ہوتا ہے تو تسبیحات کرنا، تلاوت کرنا تو بہت ہی دور نکل جاتا ہے۔

میرے دوستو! میں آج کل مری میں آیا ہوا ہوں، سیزن گزارنے کے لیے، جس طرح آپ لوگوں میں بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو سیزن گزارنے کے لیے یہاں ملکہ کوہسار مری میں تشریف لائے ہوئے ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان مری والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے کس قدر احسان اور انعام کیا ہوا ہے کہ اس گرم ترین موسم میں یہاں یہ لوگ اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں، مری کے یہ لوگ جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

مگر دوستو ہمارے اندر کچھ کمی اور کوتاہی ہے، جس کے باعث ہماری یہ جنت دوزخ میں بدل جاتی ہے، ہم بداعمالی کرتے ہیں، کئی لوگوں کے چہروں پر داڑھی نہیں ہے، رہتے یہ لوگ جنت میں ہیں مگر چہروں پر داڑھی والی سنت نہیں ہے، چہرے پر بلیڈ پھیر دیتے ہیں، چہرے پر بلیڈ پھیرنا حرام ہے، داڑھی منڈھوانا حرام ہے، حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ بھئی! اوفروا اللحیٰ واعفوا الشوارب کہ داڑھیاں بڑھاؤ

اور مونچھیں کٹواؤ، اگر کوئی شخص یہ سن کر بھی داڑھی کٹواتا ہے تو گویا اس نے مدینہ والی سرکار کی نافرمانی کی ہے، اور جو شخص میرے سرکار کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ پورا پورا دن اس پر رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتا، جس کے چہرے پر داڑھی نہیں ہوتی سارا دن اس پر اللہ کی رحمت نہیں برستی، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے عمل کو اس شخص نے چھوڑا۔

ٹھوڑی کے نیچے، اور چہرے کے دائیں اور بائیں چار انگل کے برابر داڑھی رکھنا ضروری ہے، یہ نبی کریم ﷺ کی داڑھی تھی، ایک مٹھی داڑھی رکھنا چاہیے، یہ بھی ایک عمل ہے، داڑھی والے مسلمان کو اللہ روزانہ رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ایک شخص کے چہرے پر صرف ایک ہی بال تھا، وہ اسے دھوتا، اسے تیل لگاتا، اسے کنگھی کرتا، پھر میرے سرکار کی خدمت میں آتا تو آپ ﷺ کتنا پیار سے اس شخص کو دیکھتے تھے، ایک دن کھیلتے کھیلتے وہ بال ٹوٹ گیا، اب جو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے جان کر نہیں توڑا، اس نے بڑی عذر معذرت کی مگر نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف نہیں دیکھا، اس لیے کہ حضور ﷺ کو اپنے اعمال کے ساتھ پیار ہے اور حضور ﷺ کے جسم سے نکلنے والے اعمال سے میرے اللہ کو بھی پیار ہے۔

اسی لیے تو فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تم سے پیار کرے، اللہ تم سے محبت کرے، تم اللہ کی آنکھ کا تارا بننا چاہتے ہو تو پھر میری پیروی کرو، میری سنتوں کو زندہ کرو، میرے اعمال کی پیروی کرو، فیس بک کے اوپر ایک لفظ آتا ہے فالو، پیروی کرنا، فالور کا معنیٰ ہے پیروی کرنے والے، لوگوں کو بڑا گھمنڈ ہوتا ہے کہ ایک کروڑ میرا فالور ہو گیا ہے، دو کروڑ فالور

ہیں، لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ جی فلاں شخص کے سوشل میڈیا پر اتنے کروڑ لوگ فالور ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے فالور بن جائیں تو ہم اللہ پاک کی آنکھ کا تارا بن جائیں گے۔

میرے دوستو! اس کے ساتھ ایک کمی اور دکھائی دے رہی ہے کہ لوگ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر رہے، میں اس وقت حیرانی میں ڈوب جاتا ہوں جب قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتا ہوں، جس میں اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کچھ دیر کے لیے تلاوت کرتے کرتے آدمی رک جاتا ہے، سوچتا ہے کہ یہاں اللہ کی عبادت کے ساتھ کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا، کسی ولی کا ذکر نہیں کیا گیا، کسی پیر فقیر کا ذکر نہیں کیا گیا، اگر اللہ نے اپنی بندگی اور عبادت کے ساتھ کسی کو جوڑا ہے تو وہ ماں باپ ہیں، عبادت اللہ کی اور حسن سلوک اپنے والدین کے ساتھ روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ اپنی بندگی کے ساتھ پیروں، فقیروں، نبیوں ولیوں کا ذکر کر سکتے تھے مگر نہیں کیا، اللہ نے اپنی بندگی کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو جوڑا ہے۔

فرمایا و بالوالدین احسانا، یہ بھی ہمارے بینک بیلنس میں اضافہ کرنے والی چیز ہے، ہماری نیکیوں کے اکاؤنٹ میں اضافے کی چیز ہے، اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک، قرآن کریم نے منع فرمایا کہ لا تقل لھما اف ولا تنھر ھما، ماں باپ کو اف تک نہ کہو کہ اس سے ماں باپ کو تکلیف ہوتی ہے، حالانکہ جانکار جانتے ہیں کہ اف کہنا بے ادبی نہیں ہے، اف کہنا بے اکرامی نہیں ہے، اف کہنا گالی نہیں ہے، اف کہنا گستاخی نہیں ہے، مگر اس اف کہنے پر ماں باپ کو خیال گزرتا ہے کہ ہمارا بیٹا کہیں تھکا ہوا ہے، اس لیے اللہ نے اس لفظ کو زبان سے نکالنے پر بھی پابندی لگادی، حالانکہ اف کا

لفظ سارا دن تسبیح ہاتھ میں لے کر پڑھتے رہیں کوئی گالی نہیں ہے، کوئی بے ادبی نہیں ہے، مگر ماں باپ کو یہ لفظ بولنے سے تکلیف ہوتی ہے، تکلیف محسوس ہوتی ہے، اس لیے اللہ نے پابندی لگا دی۔

پھر اللہ نے فرمایا کہ جب ماں باپ بڑھاپے میں پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ مزید حسن سلوک کرو، ان کے لیے دعائیں مانگو کہ اے اللہ ! ان دونوں پر رحم فرمادے، جس طرح انہوں نے ہماری پرورش کی، ہمیں پالا پوسا اور بڑا کیا اے اللہ تو ان پر اس عمر میں رحم فرمادے۔

ایک شخص نے لاابالی پن میں کبھی ماں باپ کا خیال نہیں رکھا، اسے پتا ہی نہیں تھا کہ ماں باپ کی شان و مقام کیا ہے، اسی عالم میں اس نالائق کے ماں باپ دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں، اسی اثناء میں کسی مولانا صاحب کی تقریر سنی جس میں انہوں نے ماں باپ کا مقام اور مرتبہ بیان کیا تو اس کے بعد اس شخص کو خیال آیا کہ میں نے نادانی میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا، اب مرنے کے بعد مولانا صاحب کی تقریر سننے کے بعد وہ ماں باپ کے لیے دعائیں مانگتا ہے، ان کی بخشش مانگتا ہے کہ اللہ میرے ماں باپ کو معاف کردے، ان کی بخشش فرما، ماں باپ کے مرنے کے بعد اس انجان اس نادان کی کوتاہیوں کا کسی نہ کسی حد تک ازالہ ہو جائے گا۔

مگر جو شخص ماں باپ کا گستاخ ہے، ماں باپ کا بے ادب ہے، ماں باپ کی بے اکرامی کرنے والا ہے اس کے لیے یاد رکھنا چاہیے کہ تلی پر سرسوں والی بات ہے، نہلے پر دہلا ہو گا، جیسا کرے گا ویسا بھرے گا، کما تدین تدان، ماں باپ کی بے اکرامی، بے ادبی اور گستاخی کا پھل اس دنیا میں ملتا ہے، میرے سرکار ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ماں باپ کے گستاخ کو جب تک اس روئے زمین پر سزا نہیں مل جاتی تب تک اسے

موت نہیں آتی۔

میرے آقا نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کی جان نکل رہی تھی، مگر اس کی زبان سے کلمہ نہیں نکل رہا تھا، نبی کریم ﷺ کو بلایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ماں کا نافرمان ہے، ماں کو بلایا گیا کہ اسے معاف کردے تاکہ زبان سے کلمہ جاری ہو جائے کہنے لگی میں نہیں معاف کروں گی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھی کر کے لاؤ، پوچھا گیا کہ یارسول اللہ انہیں کیا کرنا ہے فرمایا کہ اسے آگ میں جلاؤں گا، کیونکہ اسے ماں کی نافرمانی کی وجہ سے آخرت میں بھی جلایا جائے گا تو کیوں نہ میں اسے یہاں ہی جلادوں، چنانچہ اس کی ماں کو پتا چلا تو اس نے معاف کرنے کا اعلان کر دیا، ادھر اس نے معاف کیا، ادھر اس نے کلمہ پڑھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اولاد ماں باپ کو ستاتی ہے، شادی سے پہلے بھی ستاتی ہے اور شادی کے بعد بھی ستاتی ہے، شادیوں کے بعد میں بیگمات کے ہاتھ میں کھیل کر اولاد اپنے ماں باپ کو ستاتی ہے، جب کہ شادیوں سے پہلے لاشعوری میں ماں باپ کو اولاد ستاتی ہے، اولاد سوچتی ہے کہ جو کچھ ہم سوچتے ہیں شاید یہ نفع کی بات ہے۔

مگر نہیں، ایسا نہیں ہے، کیونکہ بیٹا جس سکول کی دیواروں کے نیچے بیٹھ کر تم پڑھتے ہو تمہیں کیا معلوم کہ اس سکول کی دیواریں تمہارے ابا نے اٹھائی ہوں، اس کے پتھر تمہارے ابا نے ڈھوئے ہوں، مونڈھے پر اٹھائے ہوں، اس سکول کی دیواروں کا گارا پلستر تمہارے ابا نے کیا ہو، اس لیے میری عرض ہے کہ شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد اپنے ماں باپ کا دل جیتو، ماں باپ کا دل جیتنا کوئی لمبا چوڑا کام نہیں ہے، اب ٹیلی فون ہر جیب میں موجود ہے، موبائل جیبوں میں موجود ہیں، ہم

میں سے قریباً ہر شخص گھر میں فون کر کے پوچھتا ہے کہ جی کوئی چیز بازار سے لانا ہو؟ والدین کو فون کرتے ہیں، بیگمات کو فون کرتے ہیں، بیگمات کو فون کرو تو ایک چیز سے لے کر جتنی چیزیں انہیں یاد ہوتی ہیں سب کی لسٹ ٹیلی فون پر سنا دیتی ہیں، مگر کبھی آپ ماں کو فون کر کے دیکھ لیں، ماں سے کوئی چیز لانے کا پوچھو تو ماں کہتی ہے کہ بیٹا اللہ تمہیں خیر سے لائے، خیر سے آؤ، اللہ کا دیا سب کچھ ہے، بس تم آجاؤ۔

یہ بڑی قدر دانی کی چیزیں ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جایا کرتے تھے تو ماں پیچھے مصلے بچھا کر بیٹھ جاتی تھی کہ میرا بیٹا جلالی طبیعت کا ہے، دعائیں مانگتی تھیں کہ میرا بیٹا جلال میں کوئی ایسی بات نہ کر دے جو اللہ کو پسند نہ آئے، وقت آنے پر موسیٰ کی ماں کا انتقال ہو گیا تو کسی نے موسیٰ علیہ السلام کو لقمہ دیا کہ موسیٰ اب ذرا دھیان سے رہنا کہ اب دعاؤں والا مصلے پیچھے سے اٹھ گیا ہے۔

اس لیے میرے دوستو! ماں باپ کی قدر پہچانیں، ماں باپ کو مشوروں میں شریک کرو، ماں باپ کو اعتماد میں لو، ماں باپ سے مشورہ کرو گے تو ان کا دل بڑا ہو جائے گا، ماں باپ کا خون بڑھ جائے گا، آپ راجی کرو گے، اپنی مرضی کرو گے تو ماں باپ شاید زبان سے تو کچھ نہیں کہیں گے مگر ان کے دل پر بوجھ آئے گا، ماں باپ کے دل پر بوجھ آئے گا تو اولاد کے لیے کامیابی کی شکل نہیں ہو گی، کامیابی کی شکل یہ ہے کہ ماں باپ سے مشورہ لو اور ان کی دعائیں لو۔

آج اولادیں ماں باپ کو پریشان کرتی ہیں، میرے ایک ملنے والے ہیں، انہوں نے اپنی جمع پونجی سے کوٹھی بنائی، بیٹے کو اس میں آباد کیا، کچھ عرصہ بعد بیٹے کو ملنے اس کے پاس گیا، دروازہ پر دستک دی، اندر سے کوئی اور باہر آیا، اس نے اپنے بیٹے کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ جی وہ تو ایک سال پہلے کوٹھی بیچ کر چلا گیا ہے، اس نے کہا کہ

کوٹھی تو میرے نام پر ہے،اس نے کیسے بیچی ؟اس نے کہا کہ جی اس کے پاس تو اپنے والد کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ تھا کہ ابا فوت ہو گیا ہے،اس نے جعلی فوتگی سرٹیفکٹ بنا کر ابا کی کوٹھی بیچ ڈالی،یوں اولادیں ماں باپ کو تکلیف دیتی ہیں، ہمیں ان باتوں سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنا ہے۔

میں نے جب اس دکھی والد کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی لڑی دیکھی تو مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے لگاتار تین مہینے ماں باپ کی عظمت اور شان پر اپنی مسجد میں بیان کیا، میں نے کہا کہ اب اسی موضوع پر بات کروں گا۔

میں کہیں جاتا ہوں تو میرے کانوں میں والدین سے متعلق کہیں کوئی کھسر پھسر ہو جاتی ہے، کہیں مشاہدے میں بات آجاتی ہے، جس سے مجھے احساس ہوتا ہے کہ اولادیں اپنے والدین کو پریشان کر رہی ہیں، والدین کو دکھ دے رہی ہیں، تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس موضوع پر بات کروں۔

ماں باپ کا دل دکھاؤ گے تو دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکو گے، ماں باپ کے اشارے کو سمجھو، ماں باپ کے دل کی دھڑکن کو محسوس کرو، اگر الگ الگ رہ رہے ہیں تو ماں باپ کی زیارت کے لیے جایا کرو، ماں باپ کی زیارت کرنے سے حج و عمرے کا ثواب ملتا ہے، کچھ نہ کچھ ہاتھ میں لے کر جاؤ۔ مگر آپ نے سنا ہے کہ فلاں آدمی مٹی میں ہاتھ ڈالتا ہے تو سونا بن جاتا ہے، حقیقت میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے مٹی میں ہاتھ ڈالا ہو اور وہ سونا بن گیا ہو، مگر یہ محاورہ کتابوں میں آگیا ہے ، لیکن بات یہ ہے کہ اس شخص کے پیچھے ماں باپ کی دعاؤں کا ریلا چل رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں کا بینک بیلنس بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بیان: جامع مسجد علی المرتضیٰ، سنی بنک مری، ۲۱جون ۲۰۱۹ء جمعہ)

سفر کامرانی
یہ بیان ملکہ کوہسار مری کی مرکزی جامع مسجد اوسیاہ میں ۲۸جون ۲۰۱۹ءمیں کیا گیا، اوسیاہ ملکہ کوہسار میں وہ پرفضا مقام ہے جہاں لٹریسی ریٹ سوفیصد ہے، پڑھے لکھے لوگوں کا علاقہ ہے، جامع مسجد میں ہزاروں لوگ موجود تھے، جنہوں نے یہ بیان سماعت کیا اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزا فی الدنیا والآخرہ

....

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! انسان کی وہ زندگی جو چالیس سال سے پہلے والی ہوتی ہے اس میں انسانی خیالات اور طرح کے ہوتے ہیں، اس زندگی میں انسانی رگوں میں خون کی حدت ہوتی ہے، جب انسانی زندگی کی چالیس بہاریں گزر جاتی ہیں تو اس میں خیالات اور طرح کے ہو جاتے ہیں۔

مگر مبارک ہیں وہ انسان جن کی جوانی، جن کا بڑھاپا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے مطابق گزرتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

واماااتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا

تمہیں میرے حبیب جو کچھ دے دیں وہ لے لو اور جس سے میرے رسول تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔

چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اور اللہ کے لاڈلے رسول اور حبیب حضرت نبی کریم ﷺ بھی اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کے لیے انہیں کتاب عطا فرمائی، جسے قرآن کریم کہتے ہیں، اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے مطابق ہم قدم اٹھاتے رہیں گے، چلتے رہیں گے، آگے بڑھتے رہیں گے تو ہم کامیابی کے ساتھ سفر طے کرتے چلے جائیں گے، اور اگر اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ کچھ اور کہہ رہا ہے اور ہم کچھ اور طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں تو پھر ہم ناکام ہیں۔

اس کی ایک سادہ سی مثال سمجھ لیجیے،ایک تھوڑا ساخوشحال شخص جس کے پاس مہران گاڑی ہے، یہ چھوٹی گاڑی ہے، سوزوکی کمپنی کی گاڑی، یا کسی بھی کمپنی کی گاڑی جب انسان زیرو میٹر نکلواتا ہے تو گاڑی کے ساتھ ایک چھوٹے سے بیگ میں ایک چھوٹی سی کتاب بھی دے دی جاتی ہے،اس گاڑی میں استعمال کیے گئے چھوٹے چھوٹے پرزے جو چائینہ سے لے کر جاپان تک کی کمپنیوں نے تیار کیے،ان کے بارے میں اس چھوٹے سے کتابچے میں معلومات ہوتی ہیں،ان کا طریقہ استعمال لکھا ہوا ہوتا ہے۔

اسی طرح آج کل آپ کوئی بھی زیرو میٹر مشین خریدیں تو اس کے ساتھ چھوٹا سا کتابچہ ضرور ملتا ہے،آج ہر انسان کے پاس تقریباً موبائل جیسی مشین جیب میں موجود ہے، نئے موبائل کو استعمال کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ کسی جاننے والے ماہر آدمی سے اسے آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کرے گا، یا پھر کتابچے کے ذریعے اسے چلانے کا طریقہ معلوم کرے گا۔

انسان کتابچے اور بک لٹ کے بغیر کوئی قدم اٹھاتا ہے تو بڑی پریشانی پیدا ہو جاتی ہے، قرآن کریم آج کے زمانے میں بھی اسی طرح پیغام ہدایت ہے جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تھا،اور خدا کی شان دیکھیے کہ اس قرآن کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح کا تعلق نہیں ہے کہ یہ مکہ میں، مدینہ میں، طائف میں، تبوک میں، یرموک میں اور حنین میں نازل ہوا بلکہ کائنات بننے سے کئی ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تلاوت فرمائی، سورۃ طٰہٰ اور یاسین کا ذکر صراحت اور وضاحت کے ساتھ آیا، کہ کائنات بننے سے کئی ہزار سال پہلے اللہ نے ان سورتوں کی تلاوت کی،اب اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ جی ان سورتوں میں فرعون کا ذکر

موجود ہے، ہامان کا ذکر موجود ہے، حضرت مریم کا ذکر موجود ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر موجود ہے، یہ تو کائنات بننے سے پہلے موجود نہیں تھے، پھر اللہ نے جب اس کتاب کی تلاوت کی تو ان کا ذکر کیسے آگیا، یہی اللہ کا علم ہے، کائنات بننے سے پہلے اللہ نے اس سارے سسٹم کو مرتب کر دیا تھا، کہ یوں ہونا ہے۔

میں ابھی آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں، بیان کرنے کے بعد آپ کو اطلاع ہو گی کہ ایک مولوی صاحب لاہور سے آئے تھے انہوں نے آج ہماری مسجد میں تقریر کی، یہ آپ کا علم ہوا واقعہ کے مطابق، میں نے بیان کیا آپ کو پتا چل گیا، مزہ تو جب تھا کہ ایک ہزار سال پہلے، پچاس سال پہلے کوئی اعلان کرتا کہ ایک مولوی لاہور سے آکر کر ۲۸ جون کو یہاں بیان کرے گا، اگر پچاس سال پہلے کے اعلان کے مطابق آج بیان ہوتا تو پھر کہتے کہ واہ بھئی واہ، بلے بلے کسی نے کیسی پیشین گوئی کی، یہ کتاب وہ ہے جس میں اللہ نے کائنات بننے سے پہلے جو کچھ لکھا آج تک اسی طرح ہو رہا ہے، اور قیامت تک اسی طرح ہو گا، یہ ہے اللہ کا علم، لا تبدیل لکلمات اللہ، اللہ کے کلمہ میں، اللہ کی بات میں کوئی تبدیلی نہیں، کائنات بننے سے پہلے اللہ نے جو نقشہ مرتب کیا آج بھی وہ نقشہ اسی طرح ہے۔

اور اب تو یہ بات سمجھنا بہت ہی آسان ہو گیا کہ جب ہم کوئی چیز موبائل میں، کوئی چیز کمپیوٹر میں فیڈ کر دیتے ہیں، اس کا فولڈر بنا دیتے ہیں، یا مووی بنا کر موبائل میں رکھ دیتے ہیں، اب جو منظر ہم نے پونے ایک بجے فلمایا تھا، محفوظ کیا تھا، جب دوبارہ اس ریکارڈ کو چلائیں گے تو پونے ایک بجے والا منظر ہی پہلے دکھائی دے گا، اگر پونے ایک بجے والا منظر سوا ایک بجے شو ہو اور سوا ایک بجے والا پونے ایک بجے شو ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ریل خراب ہے، کیمرے کی میموری خراب

ہے، اگر اس کتاب کے مطابق یہ کائنات کا نظام نہیں چل رہا تو اس کا مطلب صاف ہے کہ اس میں خرابی ہے، نعوذ باللہ مسلمان کا یہ ایمان نہیں ہے کہ یہ کتاب صحیح نہیں ہے، مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ یہ کتاب سو فیصد صحیح ہے، اس میں جو کچھ لکھا گیا وہ سو فیصد صحیح ہے، اور جو کچھ اس کے مطابق ہو رہا ہے وہ صحیح ہے، اور جو اس سے ہٹ کر ہو رہا ہے وہ ہماری خرابی ہے، اس کتاب میں خرابی نہیں ہے۔

میرے دوستو! اس لیے اللہ نے فرمایا کہ میرے حبیب تمہیں جو دے دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ، اس لیے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میرا حبیب انہیں جو کچھ دے گا وہ میری منشاء کے مطابق دے گا، اور جو میری منشاء کے مطابق چلے گا اس کا سفر زندگی صحیح رہے گا، اور میرے حبیب جس سے روکیں اس سے آپ لوگ رک جاؤ، رکو گے تو سفر زندگی صحیح رہے گا، اور جو میرا حبیب نہ دے تم اپنی مرضی سے چلو گے تو قدم قدم پر خرابیاں پیدا ہوں گی، قدم قدم پر ٹھوکریں لگیں گی، قدم قدم پر تمہیں آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اور میرے حبیب کے طریقے اور دیے ہوئے نظام کے مطابق چلو گے تو تم کامیاب ہو گے، نہیں چلو گے تو تم ناکام ہو جاؤ گے۔

جس طرح حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں معیار حق قرار دیا ہے، یہ بات غلط ہے کہ صحابہ کرام معیار حق نہیں، اگر صحابہ کرامؓ معیار حق نہیں تو پھر پورا قرآن غلط ہو جاتا ہے۔

لوگ جب صحابہ کرامؓ کی بڑھتی ہوئی تعداد اور کامیابیاں دیکھتے تو ان کے دل میں خیال اٹھتا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں، ایسے لوگوں کے لیے عرش بریں سے رب تعالیٰ کا پیغام آیا کہ

فَاِن آمَنُوا بِمِثل مَاآمَنتُم بِہ فَقَدِاھتَدَوا

جس طرح صحابہ کرامؓ ایمان لائے ہیں یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں تو کیا حرج ہے، ایمان لے آئیں، تمہارے دل ودماغ میں ایمانی جذبات پیدا ہو رہے ہیں تو اس کے لیے تھرمامیٹر مقرر کر دیا ہے، ایمان لانا چاہتے ہو تو ابو بکر جیسا ایمان لے آؤ، ایمان لانا چاہتے ہو تو عمرؓ جیسا ایمان لے آؤ، ایمان لانا چاہتے ہو تو عثمان غنیؓ جیسا ایمان لے آؤ، ایمان لانا چاہتے ہو تو علی المرتضیٰؓ شیر خدا جیسا ایمان لے آؤ، چار یارانؓ نبی ﷺ تمہارے لیے مثال ہیں۔

ایمان لانا چاہتے ہو تو عشرہ مبشرہؓ جیسا ایمان لے آؤ، عشرہ مبشرہ وہ دس خوش نصیب صحابہ کرام جن کو زبان نبوت سے جنت کی جیتے جی خوشخبری سنائی گئی ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ

ابوبکرفی الجنہ،عمر فی الجنہ،عثمان فی الجنہ،علی فی الجنہ،طلحہ فی الجنہ،سعد فی الجنہ سعید فی الجنہ،ابوعبیدہ بن الجراح فی الجنہ ،عبدالرحمان بن عوف فی الجنہ

فرمایاان کی طرح ایمان لاؤ، فرمایا حدیبیہ والوں کی طرح ایمان لاؤ، بدر والوں کی طرح ایمان لاؤ، کون بدر والے جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ

اطلع علی اھل بدر اللہ نے بدر والوں کو جھانک کر دیکھا، جھانک کر دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح دیکھنا کہ ایسی گواہی آجائے، ایسی وٹنس آجائے کہ بندے کی کوئی حرکت چھپ نہ سکے، اللہ نے یوں بدر والوں کو جھانک کر دیکھااور فرمایا کہ بدر والو! آج کے بعد جو تمہاری مرضی کرو اللہ نے تمہیں بخشش کا پروانہ عطا فرمادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ صحابہ مجھ سے راضی اور میں صحابہ کرام سے راضی، یہ جو آج کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ڈر گئے تھے اس لیے بدر میں

تین سو تیرہ کے سوا کوئی نہیں تھا، حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو اس وقت تعداد تھی وہ اتنی ہی تھی، جو ساری کی ساری بدر میں شریک جہاد تھی، کوئی نہیں ڈرا تھا، جو صحابہ تھے وہ پیغمبر پاک ﷺ کی آنکھوں کے سامنے بدر میں پروانہ وار لڑ رہے تھے۔

یہ ڈیڑھ لاکھ والا مجمع اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع تو جا کر بعد میں بنا، حجۃالوداع آخری حج کے موقع پر، اس لیے یہ پروپیگنڈہ غلط ہے کہ صحابہ کرام ڈر گئے تھے، جس کے دل ودماغ میں میرے آقا مدنی کریم ﷺ کی محبت رچ بس گئی تھی وہ دیوانہ وار لڑتا چلا گیا، تو اللہ یہ فرمارہے ہیں کہ ان کی طرح ایمان لاؤ تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

میرے محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ سنا اس پر ڈٹ گئے، اس کو عملی جامہ پہنایا، بلال حبشی کا واقعہ کئی بار سنا چکا ہوں کہ معراج کی رات ان کے قدموں کی چاپ آپ ﷺ کو جنت میں سنائی دی، جبریل سے پوچھا کہ یہ کس کے قدموں کی آواز ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ آپ کے غلام بلال حبشی ہیں جو چلتے مکہ کی گلیوں میں ہیں اور ان کی قدموں کا کھٹکا جنت میں سنائی دے رہا ہے، واپسی پر پوچھا کہ کیا عمل کرتے ہو؟ کہ تمہارے قدموں کی آواز جنت میں سنائی دی، عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ ﷺ کی زبان سے سنا تھا کہ جب وضو کرو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ لیا کرو، اس دن کے بعد تحیۃ الوضو کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی، دیکھنے میں یہ چھوٹا سا عمل ہے، مگر اس عمل نے بلال کے قدموں کی چاپ جنت میں سنائی دی۔

میرے دوستو! صحابہ کرامؓ عملی مجسمہ بن گئے تھے عمل مصطفےٰ ﷺ کے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے عمل کی اتباع کرنا سیکھا تھا، وہ اس کی اتباع کرتے تھے، صحابہ کرام آپ ﷺ کے فرمان کے گرد پہرہ دیتے تھے، اس سے پہلو تہی نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے، کچھ صحابہ کرام مسجد میں کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، جو لوگ مسجد میں تھے وہ تو بیٹھ گئے، مگر مسجد کے سامنے بکریاں باندھنے کا ایک باڑہ تھا، وہاں ایک صحابی بکریوں کی مینگیوں میں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ میں نے آپ کو تو نہیں کہا تھا، مگر اس صحابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہ سن کر کہ بیٹھ جاؤ میرے ایمان نے گوارا نہیں کیا کہ میں کھڑا رہتا۔

یہ تبلیغی جماعت والے بے چارے اسی چیز کی محنت کرتے ہیں کہ ادخلوا فی السلم کافہ، اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

ایک صحابی مسجد کے اندر داخل ہو رہے ہیں، ابھی ایک قدم دہلیز کے اندر تھا ایک باہر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے یہ سنا کہ بیٹھ جاؤ تو یونہی بے ترتیب مسجد کی دہلیز پر اس طرح بیٹھ گئے کہ ایک پاؤں اندر تھا اور دوسرا باہر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آپ سے تو نہیں کہا تھا، انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے ایمان نے گوارا نہیں کیا کہ آپ کہیں بیٹھ جاؤ اور میں چلتا رہتا۔

بتاؤ، آج مسلمان اس طرح کرتا ہے؟ آج تعصب ہے، فرقہ بندی ہے، مسلک پرستی ہے، میرا مسلک جو کہتا ہے میں اس پر اڑا ہوا ہوں، ڈٹا ہوا ہوں، آپ کا مسلک جو کہتا ہے آپ اس پر اڑے ہوئے ہیں، آپ کی جماعت جو کہتی ہے آپ اس پر اڑے ہوئے ہیں، میری جماعت جو کہتی ہے میں اس پر اڑا ہوا ہوں، بتاؤ مدینہ والی سرکار کی بات کون کرے گا؟ ہر فرقے اور مسلک میں کچھ اچھی باتیں بھی ہیں اور کچھ بیماریاں بھی ہیں، مگر ہم نے اپنا رخ مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ناک کی سیدھ میں کرنا ہے، کہ مدینہ والی سرکار کا فرمان کیا ہے؟ کیونکہ اللہ نے فرمایا ان کے دیے ہوئے کو لو گے اور ان کے منع

کیے ہوئے سے رک جاؤ گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے، اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

قرآن کریم میں فرمان ہے کہ کل حزب بمالدیھم فرحون ہر فرقہ، ہر گروہ ، ہر جماعت، ہر مسلک جو کچھ اپنے اپنے پاس ہے اس پر خوش ہے، یہ اللہ کے قرآن میں ہے، جب اللہ کا قرآن آیا اس وقت نہ جماعت اسلامی، نہ جمعیت علماء اسلام، نہ تبلیغی جماعت اور نہ کوئی اور پارٹی کچھ بھی نہیں تھا، مگر قرآن کہتا ہے کہ ہر طبقہ، ہر فرقہ اپنی ترتیب پر خوش ہے، نہیں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اللہ پاک کا حکم کیا آیا، رسول کریم ﷺ کا حکم کیا آیا، پھر اللہ کامیابی عطا فرما دیں گے۔

صحابہ کرامؓ تو اللہ اور رسول اللہ کے فرمان کو ترجیح دیتے تھے، بلکہ محتاج بن کر پوچھتے تھے کہ بھئی بتاؤ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان آیا ہے، آج جب ہم کوئی بات سن لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا، تو ہم یوں تو نہیں کہتے کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے، بلکہ ہم یوں کہہ دیتے ہیں کہ جی یہ حدیث تو ضعیف ہے، یہ روایت تو کمزور ہے، ہم حضور ﷺ کی بات کو کمزور نہیں کہتے کہ حضور ﷺ نے یہ بات کمزور فرمائی ہے بلکہ حدیث کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ حدیث کمزور ہے۔

ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، کوئی حدیث کمزور نہیں ہوتی، حدیث حضور ﷺ کی بات کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی باتوں سے پیار ہے، اللہ نے اپنے حبیب کی باتوں کو پوری دنیا میں پھیلانا ہے، اللہ کو اپنے حبیب کی ایک ایک بات کے ساتھ پیار ہے، کوئی رفع یدین کرتا ہے، کوئی نہیں کرتا، کوئی اونچی آواز سے آمین کہتا ہے کوئی آہستہ کہتا ہے، یہ سب ادائیں اللہ کو پیاری ہیں، مکہ مدینہ میں بھی تو یہ ساری باتیں ہوتی ہیں، مگر ہم پاکستان میں اپنی ساری صلاحیتیں ان باتوں پر لگا رہے ہیں کہ اس سے رفع یدین چھڑوانا ہے، اس سے آمین آہستہ کہلوانا ہے،۔

ہمارے اندر بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں، ہم مسلکوں کی جنگ میں پڑ چکے ہیں،اللہ فرماتے ہیں کہ میرے رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ،قرآن جب نازل ہو رہا تھا اس وقت یہود و نصاریٰ آپس میں لڑ رہے تھے، پہلا سپارہ پڑھو،

قالت الیھود لیست النصاریٰ علی شئ،وقالت النصاریٰ لیست الیھودعلی شئ

یہودی کہتے تھے کہ عیسائیوں کے پلے کچھ نہیں ہے،عیسائی کہتے تھے کہ یہودیوں کے پلے کچھ نہیں ہے،یہودی کہتے تھے کہ عیسائی جہنم میں جائیں گے اور عیسائی کہتے تھے کہ یہودی دوزخ میں جائیں گے، مگر میرے حبیب پاک ﷺ نے جو پیمانہ اور ترازو ہمیں عطا فرمایا وہ یہ تھا کہ اللہ کے حکم کے مطابق چلو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اللہ کے حکم کو چھوڑو گے تو ناکام ہو جاؤ گے۔

جن لوگوں نے اللہ کے حکموں کو نبی کریم ﷺ کے طریقوں کے مطابق اپنایا ان کے پیغام کو اللہ نے پوری دنیا میں پہنچایا، جہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے،وہاں تک ان کا پیغام پہنچ چکا ہے،ان کے پیچھے اللہ کی مدد شامل ہے کہ یہ میرے کام کے لیے نکلے ہیں، یہ اپنا نام ظاہر نہیں کرتے،اپنا کام ظاہر نہیں کرتے،ان کی زبان پر ایک ہی بات آتی ہے کہ اللہ ہی سے سب کچھ ہوتا ہے اور مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا۔

ان کی زبانوں پر ایک ہی بات ہوتی ہے کہ اللہ کی ماننی ہے، رسول اللہ کے طریقے کے مطابق ماننی ہے، پھر اللہ انہیں چلاتا چلا جاتا ہے،اللہ انہیں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ہم یوگنڈہ گئے،وہاں ہم نے دیکھا کہ وہاں خانیوال کی ایک سال کی جماعت پیدل کام کر رہی ہے، یہ بہت ہی خوفناک اور دشوار گزار علاقہ ہے، مگر وہ لوگ اللہ کے لیے نکلے ہوئے ہیں اور کام کر رہے ہیں، مگر ان کے مقابلے میں کچھ لوگ

وہاں ایسے کھڑے ہوگئے جو صبح وشام ان کی مخالفت کرتے اور ان کے کام میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کررہے تھے، ان کے خلاف دن رات پروپیگنڈے کررہے تھے۔

پروپیگنڈہ کرنے والے ان کے خلاف کام کررہے تھے جن کا پیغام پوری دنیا میں پہنچ چکا ہے، حضرات صحابہ کرام کو دیکھو کہ جب ان کے سامنے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا نام پاک آتا تھا تو وہ ادب واحترام کے ساتھ اپنا سر جھکا دیتے تھے، وہ اپنی زبانیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے سامنے بند کردیتے تھے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی چیز نہیں ہے۔

عمر جیسے جلالی انسان کے بارے میں سنو، جن کے لیے مصطفیٰ کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ عمر جس راستے سے تو چلتا ہے شیطان وہ راستہ چھوڑ دیتا ہے، ان کو جلال آتا تو صحابہ کرام نے انہیں قابو کرنے کا بہترین طریقہ تلاش کررکھا تھا، جلال کے وقت صحابہ کرام والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس پڑھ دیتے تو حضرت عمر کا غصہ ختم ہوجاتا اور وہ خود ڈھیر ہوجاتے تھے۔

یہی مسلمان کی شان ہے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے سامنے اپنے کو سرنڈر کردے، جب مسلمان اس طرح ہوجاتا ہے تو اللہ کی غیبی مدد آنا شروع ہوجاتی ہے، ہم پوری پوری کوشش کریں کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہمارے گھروں میں آجائیں، بس،

جس طرح اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنا حبیب قرار دیا، حبیب کا معنی محبوب اور پیارا، اسی طرح آپ ﷺ کی ذات اور جسم سے نکلنے والے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں، ایک صحابی جس کی ٹھوڑی پر صرف ایک ہی بال تھا، اسے

دھوتا، تیل لگاتا، کنگھی کرتا ، جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اسے پیار سے دیکھتے تھے،آپ ﷺ کی داڑھی ایک مٹھ تھی،اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مٹھ داڑھی میرے سرکار کی سنت ہے،اسے سنت کے مطابق رکھنا ہے،اس سے کم نہیں کرنا،اگر اس سے داڑھی کم رکھو گے تو رسول کریم ﷺ کی مخالفت کرو گے،آپ ﷺ نے فرمایا کہ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں چھوٹی کرو، رمضان شریف میں اپنی مسجد میں میں نے داڑھی کا موضوع بیان کیا تو اپنی مسجد کا ایک خاص نمازی مسجد چھوڑ کر بھاگ گیا، ساتھیوں نے اسے منا کر لانے کی بہتیری کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا کہ حضرت جب بھی مجھے دیکھتے ہیں تو ٹریٹ بلیڈ کا تذکرہ شروع کر دیتے ہیں۔

اب میں نے اس سے ملاقات کی تو میں نے اسے بتایا کہ میں تمہاری بات نہیں کرتا میں تو اپنے سرکار نبی کریم ﷺ کی سنت کی بات کرتا ہوں،آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ،اب اسے میں راضی کر کے مسجد میں لایا ہوں، لوگ یوں اپنے من کے خلاف ہونے والی بات سے ناراض ہو جاتے ہیں، حالانکہ ہم مسلمان ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ کی بات ماننا چاہیے۔

یہ داڑھیاں بس اسی دنیا میں رکھنے کا حکم ہے، جب ہم جنت میں جائیں گے تو کسی کے چہرے پر داڑھی نہیں ہو گی، سارے جسم پر کوئی بال نہیں ہو گا، صرف سر کے بال ہوں گے وہ بھی گھنگریالے۔

نبی کریم ﷺ نے جب ہمیں داڑھیاں رکھنے کا حکم فرمایا تو اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ اللہ کی طرف سے فرمایا ہے،قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی میرے نبی اپنی طرف سے نہیں بولتے،

آپ ﷺ وہی بولتے ہیں جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا جاتا ہے، آپ ﷺ وحی کے مطابق بولتے ہیں، پتا چلا کہ آپ ﷺ نے داڑھی کی جو بات کی یہ اللہ کا حکم ہے، یہ انبیاء کرام کی سنت ہے، یہ مصطفےٰ کریم ﷺ کی سنت ہے، ہر مسلمان آج ہی ارادہ کرے کہ ہم داڑھی کی سنت اسی طرح رکھیں گے جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یہ خشخشی داڑھی نہیں رکھیں گے، کتنے ہمارے ڈرائیور، کنڈیکٹر ادھر ادھر دیکھ کر آتے ہیں تو حجام کو کہتے ہیں اسی طرح وہ ان کی بھی داڑھیاں بنا دیتا ہے، نہیں یہ گناہ کی بات ہے، جس آدمی کے چہرے پر داڑھی نہ ہو پورا دن اللہ اسے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتے، ہم کام کے لیے صبح گھر سے نکلتے ہیں تو سنت کو چہرے سے صاف کر کے نکلتے ہیں، ہم ڈیوٹی پر جاتے ہیں تو صبح سویرے چہرے پر استرہ چلا کر جاتے ہیں، سنت کو صاف کر کے جاتے ہیں، نہیں میرے دوستو ہمیں عمل کرنا ہے، عمل کرنا ہے، کوشش کرنا ہے، تھوڑا تھوڑا عمل کرنا سیکھیں۔

شیطان ہمیں عمل کی طرف نہیں آنے دیتا، میں آپ کو اپنی بات بتاتا ہوں، جہاں میں نے لاہور میں مسجد بنائی ہے وہاں گھر سے چار انچ والی جگہ کو عبور کریں تو آگے مسجد ہے، گھر سے قدم اٹھائیں تو آگے مسجد ہے، میں لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ لوگو! کوئی آدمی خوشی سے مسجد میں نہیں آتا، شیطان اسے آنے ہی نہیں دیتا، اس لیے ہمیں ہمت کرنا ہو گی، شیطان کو ناراض کر کے رحمان کو راضی کرنا ہو گا، جو لوگ مسجد کے اس قدر قریب ہیں شیطان انہیں خوشی سے مسجد میں نہیں آنے دیتا تو جو لوگ مسجد سے دور ہیں انہیں شیطان کب خوشی سے مسجد میں آنے دیتا ہے۔

میرے سرکار مدینہ میں مسجد بنا رہے تھے تو دور عوالی کے رہنے والے لوگوں

نے ارادہ کیا کہ ہم بھی مسجد نبوی کے قریب اپنی رہائشیں تعمیر کریں، میرے سرکار کو پتا چلا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو روک دیا کہ مسجد کے قریب گھر بنانے کی ضرورت نہیں ہے، جتنا فاصلے سے چل کر مسجد میں آؤ گے اتنا ہی اجر و ثواب تمہیں زیادہ ملے گا۔

اس لیے یہ بات ذہن میں رکھیے کہ شیطان مولوی کو مسجد میں نہیں آنے دیتا، حاجی کو مسجد میں نہیں آنے دیتا، عام آدمی کو مسجد میں شیطان خوشی سے نہیں آنے دیتا، اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو اپنے پر جبر کرنا پڑے گا، مسجد میں اپنے کو لانا پڑے گا، شیطان کو دھکیلنا پڑتا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر شیطان کو دور کرنا پڑے گا۔

چہروں پر داڑھی شیطان نہیں رکھنے دے گا، شیطان کو بھگانا پڑے گا، اسے ہمیں بتانا پڑے گا کہ میں اللہ کے رسول کا دیوانہ، پروانہ اور مستانہ ہوں، تو کون ہوتا ہے جو مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی سے روکتا ہے۔ میں اس طرح داڑھی رکھوں گا جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے رکھی تھی۔ جس طرح سرکار دوعالم ﷺ مسجد جانے کا شوق رکھتے تھے اس طرح ہمیں بھی مسجد میں جانے کا شوق ہونا چاہیے۔

امام احمد بن حنبلؒ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، شیطان نے انہیں کہا کہ مولوی تو واحد بندہ ہے جو مجھ سے بچ کر جا رہا ہے، اس پر امام احمد بن حنبل نے شیطان سے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، جب آنکھ بند ہو جائے گی اور تیرے داؤ پیچ سے بچ گیا تو پھر سمجھوں گا کہ شیطان سے بچ کر آگیا ہوں، آخری وقت تک شیطان کے وار سے بچنا چاہیے، لاحول ولا قوۃ پڑھ کر شیطان کو دور کرتے رہنا، علماء کرام سے پوچھ پوچھ کر چلتے رہنا ہے، ان شاء اللہ اللہ کی مدد شامل حال ہوگی، دعاؤں کا اہتمام کرتے رہو، ایک دن زیادہ دعائیں مانگنے والوں کے حق میں فرشتے بھی کہہ دیتے ہیں کہ اے اللہ یہ بندہ کوئی جانا پہچانا لگتا ہے، اب ہماری بھی درخواست ہے کہ اس کی دعا قبول کرلی جائے۔

(بیان، مرکزی جامع مسجد اوسیاہ مری، ۲۸ جون ۲۰۱۹ء جمعۃ المبارک)

قربانیوں سے
گلشن اسلام کی آبیاری
یہ بیان ۵ جولائی ۲۰۱۹ء کو اپنی مادر علمی، ملکہ کوہسار مری کی قدیمی دینی درسگاہ جامعہ اشاعت اسلام نیو مری میں جمعہ کے اجتماع سے کیا گیا، جامعہ اشاعت اسلام نیو مری کی جامع مسجد کی دونوں منزلوں، برآمدہ، صحن میں تاحد نگاہ انسانی سر ہی سر دکھائی دے رہے تھے۔علاقہ بھر کے علماء، حفاظ، قرأ اور عامۃ الناس موجود تھے۔

برادران اہل سنت والجماعت: حضرت اقدس، استاذ محترم مولانا محمد سفارش عباسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا،آپ کے ارشاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کی زیارت کا موقع عطافرمایا۔

برادر محترم حضرت مولانا جمیل اصغر توحیدی صاحب دامت برکاتہم جن کے ایمان افروز مواعظ اور ولولہ انگیز خطابات سے آپ حضرات محظوظ ہو رہے ہیں انہوں نے اس فقیر کے بارے میں بہت ہی حسن ظن کا اظہار فرمایا،اللہ جل شانہ ہمیں اس حسن ظن کے مطابق بنادے،اور ہماری زندگی کے جو باقی ایام ہیں وہ دین کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہماری زندگی دین کے لیے استعمال کرادے۔آمین

میں چھوٹا سا بچہ تھا، ۱۹۸۰ء میں یہاں آیا،اس زمانے میں جامعہ اشاعت اسلام کے اشتہارات ہر سمت آویزاں کیے گئے، جن میں پیغام یہ درج تھا کہ گلہڑہ گلی میں ایک مدرسہ شروع ہو رہا ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں تعلیموں سے تشنگان علم وعرفاں کو سیراب کیا جائے گا، میں نے پانچویں کا امتحان اپنے گاؤں حدوٹ کے اسکول سے پاس کیا اور یہاں آگیا۔

اس وقت میں نے پانچویں پاس کرنے سے پہلے ایک منت مانی تھی کہ اگر میں پانچویں سے پاس ہو گیا تو دادا سورج ملکؒ کے مزار پر پوٹھہ شریف میں جاکر مٹھائی چڑھاؤں گا، چنانچہ میں نے اچھے نمبروں میں جب پرائمری کا امتحان پاس کرلیا تو میں نے علیوٹ بازار سے مٹھائی خریدی اور جاکر مزار پر چڑھائی، یہ آج سے کوئی اڑتیس

سال پرانی بات ہے۔

پھر میرے داداجان (حاجی محمد سلیمان مرحوم) مجھے لے کر یہاں آگئے، اس وقت یہ مسجد نہیں تھی، صرف تین کمرے اور ایک بڑاھال تھا، جس میں حفظ کے طالب علم پڑھتے تھے، اپریل کا مہینہ تھا، ہم سے پہلے یہاں داخل ہونے والے طالب علم ہر آنے والے مہمان کو لائن میں لگ کر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کررہے تھے، طالب علموں کا یہ انداز مصافحہ ایسا دلکش تھا کہ پہلے دن ہی ہمارا یہاں مدرسہ میں دل لگ گیا، فیصلہ کرلیا کہ اس مدرسہ میں پڑھنا ہے۔

میں نے عربی خطبہ پڑھنے کے دوران تین مرتبہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا، ونعوذ باللہ من شرورانفسنا پڑھا، یہ خطبہ بھی میرے دل ودماغ میں اسی زمانے سے بیٹھا ہوا ہے، ہمارے استاذ حضرت مولانا فرید احمد آزاد صاحب اپنے خطبہ میں اسی طرح تین بار یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے، اپنے خطبہ میں پابندی سے ان الفاظ کو پڑھتے تھے، ان کا یہ خطبہ میرے دل ودماغ میں نقش ہوگیا، آج تک میں اپنی تقاریر، اپنے بیانات کے شروع میں اسی طرح پڑھ کر شیطان اور نفس کے شرور سے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطافرمائی، چار سال ہم نے یہاں گزارے، ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۸۴ء تک، ان چار سالوں میں ہم نے یہاں سکول کی کتابیں بھی پڑھیں اور مدرسہ کی کتابیں بھی پڑھیں، امتحانات دیے، ہمارے اساتذہ کرام مولانا محمد سفارش عباسی صاحب، مولانا فرید احمد آزاد صاحب ہم پر بہت ہی محنت کرتے تھے۔

حضرت مولانا جمیل اصغر توحیدی صاحب نے اپنے ابتدائی بیان میں میری تصنیفات کا ذکر فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسی جامعہ کا فیضان ہے، یہ بنیاد

اسی جامعہ سے بنی ہے، جامعہ سے ایک رسالہ جون ۱۹۸۰ء میں شروع ہوا، جس کا نام اشاعت اسلام تھا، یہ رسالہ راولپنڈی سے چھپ کر بوریوں میں بند کر ہو کر یہاں آتا تھا، وہ رسالہ ہم طالب علم لوگ پیک کرتے تھے اور استاذ جی مولانا محمد سفارش صاحب ان پر ایڈریس لکھتے تھے اور پورے ملک میں روانہ کرتے تھے، یہی وہ زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ شوق اور یہ ذوق اس بندہ میں پیدا فرمایا تھا، یہ استاذ جی کا صدقہ جاریہ ہے، اللہ جل شانہ اس صدقہ جاریہ کو تاقیام قیامت جاری وساری رکھے۔

اور جو آپ حضرات ہیں آپ بھی اس صدقہ جاریہ میں شریک ہیں، جب ہم یہاں آئے تو بعد میں یہ مسجد بھی تعمیر ہو گئی، اس کی پہلی صف میں چند لوگ نماز پڑھا کرتے تھے، شروع شروع میں لوگ یہاں سخت مخالفت کرتے تھے، پتھر مارتے تھے، مولانا جمیل اصغر صاحب تشریف فرماہیں یہ اس وقت کے غازی ہیں، لوگ پتھر مارتے تھے، جب ہم کہیں بازار جاتے تھے تو لوگ گھور گھور کر دیکھتے تھے، مگر آج اس اتنی بڑی مسجد میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بیٹھے مسلمانوں کے چہروں پر سنت مصطفیٰ کریم ﷺ کا نور دکھائی دے رہا ہے، چہروں پر داڑھیاں سجی ہوئی ہیں، آہستہ آہستہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ آگے لے جاتا ہے، توحید وسنت کے پروانے ماشاء اللہ آج دور دور تک نظر آتے ہیں، یہ ان دینی اداروں کی خدمات اور فیضان ہے۔

میں نے اپنا ذکر کر دیا ہے، ہمارا اس زمانے میں یہ حال تھا کہ پرائمری پاس کرنے کے بعد مزار پر جا کر مٹھائی چڑھائی تھی، یہ بھی ایک وقت تھا، مگر آج اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو کچھ نہ کچھ روشنی عطا فرمائی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے جس میں جس قدر

جذب کی طاقت رکھی ہے اور اللہ نے جذب کرنے کی توفیق عطا فرمار کھی ہے اسی قدر وہ آدمی خیر کو کھینچتا ہے، خیر اس کے اندر منتقل ہوتی ہے، پھر وہ شخص آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

جس کے لیے اللہ تعالیٰ خیر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں، یھدی قلبہ، اللہ اس کے دل کو ایسی راہنمائی عطا فرماتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر چلتا چلا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو سکھایا کہ وہ سیدھا راستہ تلاش کرے، سیدھا راستہ اللہ سے مانگے، اھدنا الصراط المستقیم، جو لوگ اللہ تعالیٰ سے سیدھا راستہ مانگتے ہیں یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے دیوانے، پروانے، مستانے، شیدائی اور نبی پاک ﷺ کے فدائی لوگ ہیں۔

ورنہ جو کافر لوگ تھے جب انہیں نبی کریم ﷺ سمجھاتے بجھاتے تو وہ لوگ نبی کریم ﷺ سے کہتے تھے کہ اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں تو پھر اپنے اللہ سے کہو کہ وہ ہمارے اوپر پتھروں کی بارش برسادے امطر علینا حجارۃ، پتھر برسادے یا پھر ہمیں ہلاک کر دے، اگر اللہ انہیں قلب سلیم عطا فرماتے، جذب کرنے والا دل عطا فرماتے، ہدایت قبول کرنے والا دل عطا فرماتے تو وہ یہ کہتے کہ آپ اپنے اللہ سے ہمارے لیے ہدایت کی دعا کیجیے، کہ جس اللہ نے آپ کو اس سیدھے راستے پر ڈالا وہ اللہ ہمیں بھی سیدھے راستے پر ڈال دے، مگر کافر ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اس کے الٹ کہتے تھے، جب کہ حضرات صحابہ کرام نبی کریم ﷺ سے دعائیں کرواتے تھے کہ وہ سیدھے راستے پر چلیں۔

میرے دوستو! اللہ جسے روشنی عطا فرماتے ہیں اسے ہدایت ملتی ہے، ہدایت اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے آتی ہے، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت کی راہ پر چلانا چاہتے ہیں اس کو چلاتے چلے جاتے ہیں، اور جسے اللہ سیدھے راستے پر نہیں چلانا چاہتے اسے سیدھے راستے کی روشنی نہیں عطا فرماتے۔

اس کی مثال آپ دیکھ لیجیے، نبی کریم ﷺ کا چچا ابوجہل، آپ کا چچا ابولہب، آپ کا چچا ابوطالب، مولا علی شیر خدا کے ابا جنہوں نے ساری زندگی نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا، آپ ﷺ آٹھ سال کے تھے کہ دادا کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کا خیال رکھا، آپ ﷺ کی پرورش کی، آپ کی بہت عرصہ تک دیکھ بھال کی، بچپن میں ساتھ دیا، چالیس سال میں آپ ﷺ کو نبوت ملی چچا پھر بھی ساتھ تھا، نبوت ملنے کے بعد لوگ آپ ﷺ کی مخالفت کرتے تھے مگر چچا پھر بھی اپنے بھتیجے کے لیے کھڑا ہو جاتا تھا، آخری دم تک چچا ساتھ دیتا رہا، جب تک چچا زندہ رہا تب تک کوئی شخص آپ ﷺ کو اس طرح پریشان نہیں کر سکتا تھا، جس طرح چچا کے جانے کے بعد آپ ﷺ کو پریشان کیا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو مکہ بھی چھوڑنا پڑا۔

چچا ابوطالب آخری وقت سخت بیمار ہو گئے، لوگوں نے جا کر شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے، چچا نے بھتیجے کو بلوا بھیجا، نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، چچا کے سرہانے کے پاس ایک نشست خالی تھی، ابوجہل نے سمجھا کہ کہیں محمد اس نشست پر نہ بیٹھ پائے، چنانچہ وہ اچھل کر اس نشست پر آکر بیٹھ گیا، اس موقع پر آپ ﷺ نے شکایت بھی سنی اور آپ ﷺ نے اس شکایت کا جواب بھی دیا۔

اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا سے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، مگر چچا نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ چچا میرے کان میں کلمہ پڑھ لیں تو میں اللہ کی بارگاہ میں گواہی دے دوں گا کہ میرے چچا نے کلمہ پڑھ لیا تھا، مگر چچا نے کہا کہ بھتیجے برادری کے لوگ کہیں گے کہ ابوطالب مرتے وقت اپنی برادری کی ناک کٹا

کر مرا ہے، اس لیے کلمہ نہیں پڑھ سکتا، تو ہدایت مقدر میں نہیں تھی کلمہ نہیں پڑھا، سیدھا راستہ مقدر میں نہیں لکھا تھا تو یونہی دنیا سے چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو اپنے گھر اور اپنے نبی کے روضے کا دیدار نصیب فرمائے، جب آپ مکہ تشریف لے جائیں، جب آپ خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر، مقام ابراہیم پر نوافل ادا کرتے ہوئے زم زم پی کر صفا اور مروہ کی سعی کے لیے جائیں تو مروہ پہاڑی سے دائیں طرف جبل ابو قبیس کے دامن میں نبی کریم ﷺ کا وہ دولت خانہ موجود ہے جہاں آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے، چند قدم کے فاصلے پر مروہ پہاڑی والی طرف جو بیت الخلاء بنے ہوئے ہیں یہ آپ کے چچا ابو جہل کا گھر تھا، نبی کریم ﷺ کے در دولت پر اسلام پھیلانے کے مشورے ہوتے تھے جب کہ آپ کے چچا ابو جہل کے گھر میں اسلام کو مٹانے کے منصوبے بنائے جاتے تھے۔

چچا ایک آنکھ آپ ﷺ کو برداشت نہیں کرتا تھا، وہ ہمہ وقت آپ ﷺ کی مخالفت کرتا رہتا تھا، ابو لہب مخالفت کرتا تھا، خواجہ عبد المطلب نبی کریم ﷺ کے دادا تھے، جن کے دس بیٹے تھے، عبداللہ، عباس، حمزہ، ابو طالب، زبیر، حارث، حجل، مقوم، ضرار، ابو لہب۔

سخت ترین مخالفت کا سامنا اپنوں کی طرف سے تھا، مگر نبی کریم ﷺ آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے لگے رہے، شروع میں جب آپ ﷺ کو نبوت ملی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا تھا کہ وانذر عشیر تک الاقربین آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت دیں، آپ ﷺ ان کو ڈرائیں، ان کو اللہ کا تعارف کروائیں، تین سال تک آپ ﷺ اس حکم کی پاسداری کرتے ہوئے ایسا کرتے رہے۔

صفاء پہاڑی کے دامن میں ایک گھر تھا، جسے دار ارقم کہا جاتا تھا، اس گھر میں نبی کریم ﷺ نے ڈیرہ لگایا، جس آدمی میں تھوڑی تھوڑی اسلام کی روشنی پیدا ہوتی،

یا اسلام کی طرف مائل ہوتا تھا، اس گھر میں اسے لایا جاتا تھا، یہاں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں کو سمجھاتے تھے، ہر اس آدمی کو جو آپ ﷺ کے قدموں میں پہنچایا جاتا تھا، یہاں بہت عرصہ تک آپ ﷺ کام کرتے رہے، پھر تین سال کے بعد اللہ پاک نے حکم دیا کہ میرے حبیب! فاصدع بماتومر آپ ﷺ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے آپ ﷺ اسے کھل کھلا کر بیان کیجیے۔

کھل کر بیان کرنے کے لیے اللہ کے حکم پر آپ ﷺ نے صفاء پہاڑی پر چادر لہرائی، اس چادر کی لہراوٹ پر لوگ آئے، برادری خاندان کے لوگ پہنچے، اس زمانے میں کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو اس کی اطلاع کے لیے چادر لہرائی جاتی تھی، لوگ اس چادر کی لہراوٹ کو دیکھ کر پہنچ جاتے تھے۔

ہمارے علاقوں میں بھی پہلے کوئی اہم واقعہ یا کوئی خاص اطلاع دینا مقصود ہوتا تو لوگ آمنے سامنے پہاڑیوں پر شیشہ لگاتے تھے، شیشہ دھوپ میں رکھا جاتا، سورج کی شعاع اس پر پڑتی تو دوسری پہاڑی پر موجود رشتہ داروں کو اطلاع مل جاتی تھی کہ کوئی اہم اور خاص واقعہ رونما ہوا ہے، پھر اس پہاڑی والے لوگ اس شیشے کا اسی طرح جواب دیتے تھے، اس پر پتا چل جاتا تھا کہ دوسری طرف اطلاع پہنچ گئی ہے، واقعہ کی اصل تو اصل مقام پر پہنچ کر ہی معلوم ہوتی تھی مگر ابتدائی اہم اطلاع یوں شیشے کی چمک کے ذریعے دی جاتی تھی۔

پھر اہم واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے ہمارے علاقے میں یہ طریقہ رائج ہوا کہ کسی گاڑی والے کو رقعہ دیا جاتا کہ جاتے ہوئے فلاں دکاندار کو دے جانا، وہاں سے متعلقہ شخص تک پہنچتا تھا، اس کے بعد پھر ٹیلی فونک نظام قائم ہوا، دور دراز سے کوئی شخص ایکسچینج میں فون کر کے کسی گھر میں فون ملانے کی بات کرتا، وہاں سے گھر گھر

رکھے ٹیلی فون کے سیٹ پر بات کروائی جاتی تھی، پھر اب دور آیا ہے کہ ہر شخص کی جیب میں موبائل موجود ہے، خاص اور عام ہر طرح کی بات کرنے اور اطلاع دینے کا آسان ترین اور سہل ترین طریقہ ہر شخص کی پہنچ میں ہے، یہ ابلاغ کے مختلف ذرائع ہیں، دوسروں تک پیغام پہنچانا۔

صفاء پہاڑی کی چوٹی پر ابلاغ کے لیے سب سے پہلا استعمال کیا جانے والا ذریعہ سفید چادر کی لہراوٹ تھی، کالے پتھر، کالی چٹانیں اور کالے پہاڑوں کے بیچ میں اس چادر کی لہراوٹ پر لوگ آئے، نبی کریم ﷺ نے سب کے سامنے اپنے کو احتساب کے لیے پیش کیا کہ لوگو! لبثت فیکم عمرا من قبلی لوگو میں نے چالیس سال کا زمانہ تمہارے اندر گزارا ہے، میرا بچپن یہاں گزرا، میری جوانی یہاں گزری، میں نے تمہارے سامنے زندگی کا ایک حصہ گزارا ہے، بتاؤ تم نے مجھے کیسے پایا ہے؟ بخاری شریف جلد دوم کی روایت میں ہے کہ جربنالک مرارا ماوجدنافیک الا صدقا سب نے بیک زبان کہا کہ ہم نے آپ کی کتاب زندگی کا ورق ورق الٹ پلٹ کر دیکھا ہے ہم نے آپ کو صادق اور امین پایا ہے، یہی وہ موقع تھا جس میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ لوگو! میں تمہیں ایک دعوت دیتا ہوں اگر تم اس کو مان لوگے تو دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامران ہو جاؤ گے، وہ دعوت یہ ہے کہ تم لاالہ الا اللہ کا اقرار کرو تو شادکام ہو جاؤ گے۔

آپ دیکھیے کہ کس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنا مشن پھیلانے کا آغاز کیا، جب اس مشن کا آغاز آپ ﷺ نے کیا تو سب سے پہلی گالی سگے چچا نے دی، سب سے پہلا پتھر سگے چچا نے اٹھایا اور آپ کی طرف پھینکا اور چچا نے کہا تبالک یا محمد اے محمد نعوذ باللہ من ذالک آپ ہلاک ہو جائیں، تباہ ہو جائیں کیا آپ نے ہمیں اسی مقصد کے لیے بلایا؟

....

اللہ تعالیٰ نے ابو لہب کی اس گستاخی کا جواب قرآن کریم میں دیا، فرمایا

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ

پوری سورت اللہ نے ابو لہب کی تباہی اور بربادی کے پیغام سے متعلق اتار دی کہ یہ تباہ و برباد ہو جائے، اس کا ساز و سامان برباد ہو جائے، اس نے جو کچھ کمایا سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے، اور اس کی بیوی جو میرے نبی کے لیے مشکلات پیدا کر رہی ہے وہ بھی تباہ و برباد ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت شروع کر دی، مکہ میں جتنا عرصہ رہے دھیرے دھیرے محنت کرتے رہے، ہر انداز میں آپ ﷺ نے لوگوں کو سمجھانے کی بات کی، اس محنت کے نتیجہ میں شروع ہی میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ بڑی عمر کے لوگوں میں مسلمان ہو گئے، بچوں میں مولا علی شیر خدا کہنے لگے کہ میں اپنے ابا سے پوچھ کر مسلمان ہوتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں روک دیا کہ ابھی ابا سے بات نہیں کرنا، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ مسلمان ہو گئیں، غلاموں میں حضرت زیدؓ مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ چونکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ زمانہ نبوت سے پہلے تعلق رکھتے تھے، آپ کی زمانہ نبوت سے پہلے کی دوستی تھی، آپ سمجھدار آدمی تھے، صاحب فہم و فراست انسان تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یقین تھا کہ جو بات نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں یہ سچ ہے، ٹھیک ہے، حقیقت ہے، اس میں کوئی ملاوٹ اور تصنع نہیں ہے، اس لیے صدیق اکبرؓ گھر سے نکل جاتے اور ایک ایک شخص پر محنت کرتے تھے، جو شخص آپ کی بات سن کر تیار ہو جاتا تھا اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے، اسی کا نام ہماری آج کی مروجہ اصطلاح میں گشت

ہے، گشت پر نکل جاتے تھے، خصوصی گشت اور عمومی گشت، ایک ایک شخص کو تیار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آتے تھے۔

اس کے بعد عجیب وغریب واقعات پیش آئے، جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے انہیں مارا پیٹا جاتا تھا، اسلام میں سب سے پہلے جس کی قربانی قبول ہوئی وہ ایک عورت ہیں، حضرت سمیہؓ، یہ اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ ہیں، ان کی قبر مکہ کے شبیکہ قبرستان میں موجود ہے، جب آپ وہاں زیارات کے لیے نکلیں گے تو زیارات کروانے والے آپ کو سب سے پہلے جس زیارت سے آگاہ کریں گے وہ مکہ میں شبیکہ قبرستان ہے جہاں حضرت سمیہؓ مدفون ہیں، یہی وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنی بیٹی کو زندہ در گور کر دیتے تھے، آپ کو بتانے والا بتائے گا۔

ان کے لیے ابو جہل نے دو مست اونٹ منگوائے تھے، ایک ان کی دائیں اور دوسرا بائیں ٹانگ کے ساتھ باندھ دیا تھا، پھر اونٹ دونوں سمت دوڑائے اور ابو جہل نے ان کے اندام نہانی پر برچھا مار کر انہیں دو ٹکڑے کر دیا تھا، یوں حضرت سمیہؓ شہید ہو گئی تھیں۔

حضرت زنیرہؓ نامی ایک خاتون کو کلمہ پڑھنے کے جرم کی پاداش میں سزائیں دی گئیں، ابو جہل جیسے بندے نے ان کی آنکھیں نکال دی تھیں۔

حضرت سیدہ عائشہؓ کی بہن حضرت اسماءؓ غار ثور میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے زمانے میں کھانا دینے کے لیے جاتی تھیں، ابو جہل نے ان سے پوچھا کہ محمد ﷺ اور تمہارے ابا کہاں ہیں؟ انہوں نے نہیں بتایا تو ابو جہل نے ان کے نرم ونازک چہرے پر زنّاٹے دار تھپڑ رسید کیا، جس سے ان کے چہرے پر اس کی انگلیوں کے نشان پڑ گئے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے چھپانے کی کوشش کی،

پھر پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ابو جہل نے اس وجہ سے مجھے تھپڑ مارا ہے، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے کہ اے اللہ! ابو بکرؓ اور اس کے سارے گھرانے پر اپنا رحم نازل فرما کہ ابو بکرؓ اور اس کے سارے گھرانے نے میری خاطر تکلیف اٹھائی ہے۔

ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگو! جس جس نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کے احسانات کا بدلہ اتار دیا، مگر ابو بکرؓ کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ پاک اتاریں گے۔

میرے دوستو! یوں دین کی محنت کی گئی ہے، یوں دین کی اشاعت کی گئی ہے، دین کے لیے ماریں برداشت کی گئیں، دین کے لیے قربانیاں دی گئیں۔

عقبہ بن ابی مُعیط ایک بدبخت کافر تھا، سخت ترین دشمن تھا، ایک دن میرے سرکار خانہ کعبہ کے سائے میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ ابو جہل کے کہنے پر عقبہ بن ابی مُعَیط نے اونٹ کی گندی اوجھڑی لا کر میرے سرکار کی پیٹھ مبارک پر رکھ دی، اس کے بوجھ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک سجدہ سے نہیں اٹھا پا رہے تھے، حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے نرم و نازک ہاتھوں سے وہ اوجھڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ سے نیچے اتاری، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا۔

ایک دن کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گریبان میں کپڑا ڈال کر لپیٹا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں باہر آنے لگیں، سیدنا صدیق اکبرؓ نے دیکھا تو بول پڑے کہ لوگو! اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ کیا تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، اتنی بات سننا تھی کہ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا اور ابو بکر صدیقؓ کو پیٹنا شروع کر دیا، اتنا پیٹا کہ ابو بکرؓ بے ہوش ہو کر گر پڑے، ہوش میں آنے کے بعد سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ لوگو! مجھے بتاؤ میرے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟

یہ اسلام ان آزمائشوں سے،ان جانگسل وادیوں سے گزر کر ہم تک پہنچا ہے،آزمائشیں آئیں، یہ سارے مصائب وآلام صحابہ کرامؓ اور نبی کریم ﷺ نے مکہ میں برداشت کیے۔

ایک وقت آیا جب ابو جہل نے قتل کا انعام مقرر کر دیا،انعام یہ طے پایا کہ جو محمد عربی ﷺ کا سر قلم کرے گا اسے سو اونٹ بطور انعام دیے جائیں گے، یہ منصوبہ طے ہو گیا،لوگ سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں قتل کرنے کے لیے تیار ہو رہے تھے،اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اطلاع کروادی کہ آپ مٹھی مٹی لے لیں اور اپنے گھر آج آرام کرنے کی بجائے کوچ کریں، چنانچہ آپ ﷺ کافروں کے جمگھٹے کے قریب سے گزرے تو مٹھی بھر مٹی ان کی طرف اچھال دی، جو اللہ نے ان کی آنکھوں میں مرچوں کی طرح بنادی،آپ چلتے بنے، اللہ نے فرمایا کہ میرے حبیب آپ نہیں پھینک رہے تھے بلکہ اللہ پھینک رہے تھے۔

پھر آپ ﷺ آگے بڑھتے گئے،مسفلہ سے صدیق اکبرؓ کو ہمراہ لے کر غار ثور میں جا پہنچے، تین راتیں آپ ﷺ اور صدیق اکبرؓ نے غار ثور میں بسر کیں، تین راتوں کے بعد آپ ﷺ شاہراہ ہجرت سے گزرتے ہوئے مدینہ پہنچ گئے،جب آپ ﷺ مکہ کی چھوڑ رہے تھے، حسرت بھری نگاہوں سے مکہ کو دیکھ رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ اے مکہ ! تو مجھے بہت ہی عزیز ہے، اللہ کو بہت ہی محبوب ہے، میں تجھے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا مگر یہاں کے رہنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے،اس لیے میں بادل نخواستہ تجھے چھوڑ کر روانہ ہو رہا ہوں، تو نبی کریم ﷺ مکہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

میرے دوستو! ایک جھونپڑی کوئی بنائے، ایک کھوکھا کوئی لگائے، ایک دکان کوئی سجائے،ایک کمرے کا مکان کوئی تعمیر کرے، تو اسے چھوڑنے کے لیے کوئی تیار

نہیں ہے،اور تو اور کوئی کرایہ دار جسے آپ کرائے پر دکان دیتے ہیں،آپ اپنی ضرورت کے لیے اسے ایک ماہ کا نوٹس دے کر خالی کروانا چاہتے ہیں،اس کے باوجود وہ آپ کو تھانے کچہری میں لے جاتا ہے،وہ عدالتی سٹے لے آتا ہے،وہ کرائے کی دکان خالی نہیں کرتا،وہ کرائے کا مکان خالی نہیں کرتا،خود سوچو کہ میرے سرکار جس مکہ میں چالیس سال رہے،جس مکہ میں تینتالیس سال رہے،جس مکہ میں پچاس سال رہے اس مکہ سے آپ ﷺ کو نکلنے پر مجبور کر دیا گیا،اداس نگاہوں سے مکہ کو کہتے جا رہے ہیں کہ میں تجھے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

پھر آپ ﷺ جب مدینہ پہنچ گئے تو وہاں آرام وراحت کی کوئی ترتیب ہونا چاہیے تھی،آپ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر پہلا کام یہ کیا کہ مدینہ والوں سے کہا کہ جس جگہ کو تم یثرب کہتے ہو یہ آج کے بعد یثرب نہیں ہے،یثرب بیماری کو کہتے ہیں،یہ بیماری نہیں بلکہ طابہ ہے،طیبہ ہے،یہ مدینہ ہے،یہ پاکیزہ دھرتی ہے،یہ بیماری والی سرزمین نہیں ہے یہ شفا والی سرزمین ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ کام کیا کہ مدینہ میں رہنے والے سارے لوگوں کو اکٹھا کیا،سارے ادیان کے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ دیکھو ہم اس سرزمین پر رہنے والے لوگ ہیں،ہمیں مل جل کر اس دیس کے درودیوار کی حفاظت کرنا ہے،باہر کا کوئی آدمی مدینہ پر حملہ کرے گا تو ہم مل جل کر اس کا مقابلہ کریں گے،اور مدینہ کا دفاع کریں گے،یہ آپ ﷺ کی بہترین حکمت عملی تھی۔

مگر جو منافقین تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا،ان منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا،یہ وہ شخص تھا جس کے لیے مدینہ میں سارا پلان طے ہو چکا تھا کہ تاجِ سرداری اس کے سر پر رکھا جائے گا،یہ منصوبہ بن چکا تھا،پوری

تیاری ہو چکی تھی، چند دنوں کی بات تھی، اعلان ہونے والا تھا کہ عبداللہ بن ابی ان لوگوں کا سردار ہو گا۔

مگر جب میرے سرکار مدینہ پہنچ گئے تو جہاں مدینہ کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ ﷺ کی مدح و توصیف کی اور پھول کی پتیاں آپ ﷺ پر نچھاور کیں وہاں مدینہ کے سب لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیا، وہ کب پھر عبداللہ بن ابی کو اپنا سردار بناتے، جب سردار کائنات وہاں تشریف لے آئے۔

یہی وہ رئیس المنافقین تھا جو صف اول میں نماز پڑھتا تھا، آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ کر آپ کی تقریریں سنتا تھا، روزانہ بلاناغہ آپ ﷺ کا دیدار کرتا تھا، مگر یہی وہ شخص تھا جو مسجد کے دروازے سے باہر نکلتے ہی سب سے پہلے آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کرتا تھا، آپ ﷺ کی تقریر پر پانی پھیرنے کی کوشش کرتا تھا، اس کو اپنے طور پر بڑا زعم اور گمان تھا کہ لوگ میری باتیں مانتے ہیں، مگر مدینہ میں رہنے والے آپ ﷺ کے اشارات کنایات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والی شیریں گفتار کو سنتے تھے، یہ ساری باتیں سیدھی جا کر ان کے دل پر بیٹھتی تھیں، وہ نبی کریم ﷺ کے دیوانے بنتے چلے گئے، وہ شمع رسالت کے پروانے بنتے چلے گئے۔

ایک سال گزر گیا، اگلے سال حکم آگیا کہ میرے حبیب! یہ پھر شر انگیزی پر اتر رہے ہیں، آپ نے میدان بدر میں اترنا ہے، تین سو تیرہ صحابہؓ کی مٹھی بھر جماعت میدان بدر میں بے سروسامانی، کسمپرسی، بے مال متاعی میں اتری، اور کافروں کے کشتوں کے پشتے اکھاڑ کر رکھ دیے، ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی پابہ زنجیر بنا کر سرکار دو عالم کی خدمت میں پیش کیے گئے، یہ جو کہا جاتا ہے کہ وہ ڈر گئے تھے، پیچھے رہ گئے

تھے،سب جھوٹ ہے، صحابہؓ بزدل نہیں تھے وہ جفاکش تھے، جانفشاں تھے، بہادر، جری اور دلیر تھے، بدر میں انہوں نے جانفشانی دکھائی، یہ وہی لوگ تھے جنہیں مکہ سے نکالا گیا تھا۔

بدر،احد، خندق میں یہ لوگ بے جگری سے لڑے، کہیں جام شہادت نوش کیا، اللہ کی مدد اور نصرت ان کے شامل حال تھی، ایک موقع پر صحابہ کرامؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم جب تھوڑے تھے تو کافروں کے کشتوں کے پشتے اکھاڑے تھے،آج تو ہم کثرت میں ہیں، اس موقع پر تھوڑا سا امتحان آگیا تھا، پھر جب اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ نے ان کو فتح عطافرمادی تھی۔

اللہ تعالیٰ یہاں صحابہ کرامؓ کے دل میں بات اتارنا چاہتے تھے کہ فتح ونصرت اسباب ووسائل کی فراوانی پر نہیں آتی بلکہ اللہ کی طرف سے آتی ہے، وہ چاہے تو چیونٹیوں سے ہاتھی کو شکست دلوادے، وہ چاہے تو ممولے کو شہباز سے ٹکرادے، وہ چاہے تو ابابیلوں سے ہاتھیوں کے لشکر تباہ وبرباد کرواڈالے، وہ چاہے تو بدر میں نہتے، بے سروساماں تین سو تیرہ لوگوں کو سرداروں کے ساتھ لڑادے، اوران کی گردنیں کٹوادے اور رسول اللہ کو دکھادے، کہ یہ میرے دیوانے، پروانے اور مستانے ہیں، جو کسی چیز سے ڈرنے والے نہیں۔

یہ سارا پراسس چلا، اسلام کو پھیلانے کا، دین کو عام کرنے کا، پھر رسول اللہ ﷺ بھی اپنے طے شدہ وقت پر کل نفس ذائقۃ الموت کے وعدے کے مطابق جان جان آفریں کے سپرد کر گئے، اور جنت میں جاکر آرام فرماہوگئے، ان کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لائے، عمر فاروقؓ آئے، عثمانؓ آئے، علیؓ آئے، حسنین کریمینؓ آئے، سیدنا امیر معاویہؓ آئے، ایک صدی صحابہؓ کی گزری، پھر تابعینؒ آئے، تبع تابعینؒ

آئے، مجتہدینؒ آئے، مفسرینؒ آئے، محدثینؒ آئے، بزرگان دین آئے،اولیاء اللہؒ آئے، جنہوں نے پوری دھرتی کے اوپر اللہ کا پیغام پھیلانے کی کوشش کی، محنت کی۔

ہم کے پی کے میں دیکھ کر آئے، لکی مروت میں ایک جگہ ہے جس کا نام گنڈی خان خیل ہے وہاں صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں، ہم میانوالی سے کے پی کے میں داخل ہوئے تو ہمیں اشارے سے بتایا گیا کہ اس پہاڑی پر صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں، پنج گور میں پانچ صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں، گور فارسی میں قبر کو کہتے ہیں، یہ سارے لوگ یہاں کیسے پہنچے اور کیوں پہنچے یہ اللہ کے دین کے لیے پہنچے،اب تو علماء کرام نے محنت وکاوش سے ان صحابہ کرامؓ کے جائے مدفن تحریر کرڈالے جو دنیا بھر میں دین کی اشاعت کے لیے پہنچے اور اسی سرزمین پر سو گئے۔

افریقہ کے تپتے صحراؤں میں صحابہ کرامؓ مدفون ہیں، میں لیبیا گیا،وہاں کے اس قبرستان میں گئے جہاں ایک صحابی حضرت منیذرؓ کی قبر موجود ہے،واپسی پر میں نے ان کے حالات کتابوں میں تلاش کیے تو الاستیعاب نامی کتاب میں ان کے حالات لکھے ہوئے موجود پائے،الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بھی ان کے حالات موجود ہیں، میں دیکھ کر حیران ہوا کہ کس طرح یہ لوگ یہاں پہنچے، حضرت ابوایوب انصاریؓ کو دیکھو کہاں ان کی قبر بنی؟ ترکی کے دارالحکومت استنبول میں ان کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔

میرے دوستو! دین اس قربانی سے آیا،اس محنت سے آیا،اس مجاہدے سے آیا،قربانی کے بغیر دین نہیں پھیلا،میرے آقا و مولا نبی کریم ﷺ رات کو اٹھ کر مصلے کی پشت پر کھڑے ہو جاتے اور اللہ سے مانگتے چلے جاتے تھے،اور دن کو محنت کرتے چلے جاتے تھے،جب آپ ﷺ نے دنیا سے آخرت کی طرف سفر شروع

فرمایا تو ایک لاکھ پچاس ہزار، یا ایک لاکھ چوبیس ہزار انسان کلمہ گو مسلمان پیچھے چھوڑ کر روانہ ہوئے۔

یہی وہ لوگ تھے جن کے لیے قرآن کریم نے پروانہ رضا کا اعلان کیا، علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ جس سے اللہ ایک بار راضی ہو جاتا ہے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔

میرے دوستو! دین محنت کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا ہے، یہ اشاعت اسلام کی مسجد دیکھو جہاں تک نگاہ جارہی ہے وہاں تک سنت رسول ﷺ سے اپنے چہروں کو سجائے مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں، اس سب کچھ کے پیچھے شبانہ روز محنت ہے، محنت کے بغیر تو ایک چھوٹی سی دکان نہیں چلتی، مگر دوستو یہ محنت بظاہر نظر نہیں آتی، جیسے آپ ایک بیج زمین میں ڈالتے ہیں، اس سے چھوٹا پودا تیار ہو جاتا ہے، پھر وہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے، بڑھتے بڑھتے ایک دن آتا ہے کہ وہ چیڑھ کا فلک بوس درخت بن جاتا ہے، چالیس سال پہلے چیڑھ کے یہ درخت چھوٹے ہوتے تھے آج میری نگاہیں انہیں دیکھ رہی ہیں کہ یہ طویل القامت بن گئے ہیں، فلک بوس ہو گئے، اسی طرح جس چیز پر محنت کی جاتی ہے وہ دکھائی نہیں دیتی مگر جب اس محنت کا نتیجہ سامنے آتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ اس کے پیچھے کتنی محنت ہوئی ہے۔

ہم نے دین کی محنت افریقہ کے تپتے صحراؤں اور سلگتے ریگزاروں پر دیکھی ہے، ہم نے دعوت و تبلیغ کی نقل و حرکت وہاں دیکھی ہے، میں نے جزیروں کے دیس انڈونیشیا سے پاکستان کی طرف آنے والے تشنگان علم کو دیکھا ہے، ان لوگوں کی شبانہ روز مساعی کی بدولت آج اللہ کا دین وہاں تک پہنچ چکا ہے جہاں لکھا ہوا ہے کہ دی اینڈ آف دی ورلڈ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے، اس کے بعد کچھ نہیں ہے۔

میرے دوستو! جامعہ اشاعت اسلام ۱۹۷۵ء میں معرض وجود میں آیا تھا، جس نے یہاں جنگل میں منگل کا سماں باندھا ہے، اشاعت اسلام شاہ پور بہارہ کہو میں بھی کام کررہا ہے، میں اس اشاعت اسلام کے قافلے کا ادنیٰ سا کارکن اور رضاکار ہوں، میں اس گلشن علم کا ایک چھوٹا سا پودا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان گناہ گار ہاتھوں سے ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں لکھوادیں، بندہ اسی اشاعت اسلام کا فیض یافتہ ہے جس سے اللہ نے قرآن کریم کی تفسیر معارف الفرقان لکھوادی، بارہ جلدیں شائع ہوچکی ہیں، تیرہویں اور چودھویں مکمل ہوچکی ہیں، امید ہے پندرہ میں مکمل تفسیر آجائے گی، مجھے آج اس وقت بڑی خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ میرے استاذ محترم مولانا محمد سفارش عباسی صاحب نے اپنے دست مبارک سے میری تحریر کردہ تفسیر معارف الفرقان اپنے دفتر میں خوبصورتی کے ساتھ سجا کر رکھی ہے۔

یہ سارا فیضان کس کا ہے؟ یہ جامعہ اشاعت اسلام کا ہے، یہ ساری محنت کس کی ہے؟ یہ جامعہ اشاعت اسلام کی ہے، اس طالب علم کے دل ودماغ میں یہ شوق کس نے بٹھایا؟ جامعہ اشاعت اسلام نے۔

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ محروم رہ جائیں گے؟ نہیں بلکہ جن کی دعائیں اس کار خیر میں شامل ہیں وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں شامل ہیں، جن کا مال شامل ہے وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں شریک ہیں۔

قیامت کا دن ہوگا، ملک شام اور فلسطین کے درمیان ترازو قائم کیا جائے گا، بندے کے اعمال کو جسم مل جائے گا، جو نماز آج دکھائی نہیں دیتی اسے جسم مل جائے گا، روزے کو جسم مل جائے گا، حج کو جسم مل جائے گا، زکوٰۃ کو جسم مل جائے گا، پھر یہ سارے اعمال تلیں گے۔

ہماری زبانیں خاموش ہوں گی، زبانوں پر مہر خامشی ہو گی، الیوم نختم علی افواہھم آج انسانی منہ پر مہر ہو گی، آج ہاتھ بولیں گے، آج پاؤں بولیں گے، آج باقی اعضاء بولیں گے، بندہ مومن کے اعمال تلیں گے، اس کی نیکیوں والا پلڑا اٹھ جائے گا، بدیوں والا جھک جائے گا، اتنے میں بادل کا ایک ٹکڑا کاغذ کی شکل میں اڑتا ہوا آئے گا جو اس کی نیکیوں والے پلڑے میں آکر پڑ جائے گا، جس سے بندہ مومن کی نیکیوں والا پلڑا جھک جائے گا، پوچھا جائے گا کہ یہ کیا ہوا؟ بتایا جائے گا کہ یہ اس بندہ مومن کا نامہ اعمال وزن دار بنایا گیا ہے جس نے دنیا میں دین کا کام کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بیان: جامعہ اشاعت اسلام نیومری ۵ جولائی ۲۰۱۹ء جمعۃ المبارک)

ایمان
اعمال صالحہ
اور
جَنتُ الفِردَوس
یہ بیان ۱۲ جولائی ۲۰۱۹ء کو
جامع مسجد امیر حمزہ لوئر دیول مری میں
کیا گیا۔

برادران اہل سنت والجماعت: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایاان الذین آمنوا وعملواالصالحات جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے بعد جن لوگوں نے اچھے اور نیک کام کیے ان کی مہمانی کی جگہ جنت الفردوس ہے،اس جنت الفردوس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے، یہاں سے کہیں اور نہیں جائیں گے۔

اللہ جل شانہ نے ہمیں بہت ہی مختصر وقت کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے، مگر اس تھوڑے عرصہ میں جو نیکی کے کام یہ امت کرے گی اس کا ثواب اور اجر پورا ملے گا،اس کی مثال آپ نماز کی لے لیں معراج النبی جب ہوئی، معراج والی رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو پچاس نمازوں کا تحفہ عطافرمایا، موسیٰ علیہ السلام راستے میں ملے، عرض کرنے لگے کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، میں تجربہ کر چکا ہوں،آپ اللہ کی بارگاہ میں جائیں اور کچھ کمی کروائیں۔

نبی کریم ﷺ اتنی بار اللہ کی بارگاہ میں تشریف لے گئے کہ نمازیں پانچ رہ گئیں،پینتالیس کم کر دی گئیں، پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی امت یہ پانچ بھی نہیں پڑھ سکے گی، کمی کروائیں، مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے اللہ سے حیامانع ہے، کہیں یہ بھی کم کرواؤں تو تحفہ معراج کہیں سلب ہی نہ کر لیا

جائے، اللہ نے فرمایا کہ میرے حبیب! نمازیں پانچ پڑھنا ہوں گی مگر ان کا اجر و ثواب پچاس کا ملے گا۔

ایمان کی مثال میں کئی مقامات پر بیان کر چکا ہوں، ایمان کی مثال بنک اکاؤنٹ کی ہے، ایک شخص بنک منیجر کے پاس جاتا ہے اور اس کی خدمت میں ایک ہزار روپے پیش کرتا ہے کہ یہ یہاں اپنے ہاں جمع کر دیں، وہ جمع کر لیتا ہے، اسی اثناء میں ایک دوسرا شخص ایک کروڑ لے کر بنک منیجر کے پاس پہنچتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ یہ خطیر رقم اپنے ہاں جمع کر لیں، مگر وہ معذرت کرتا ہے کہ میں اتنی بڑی رقم نہیں رکھ سکتا، وہ پوچھے کہ جناب آپ نے ایک ہزار جتنی معمولی رقم تو جمع کر لی مگر میری اتنی بڑی رقم جمع نہیں کر رہے، اس پر بنک منیجر کہے گا کہ ایک ہزار والے بندے کا اکاؤنٹ ہمارے ہاں کھلا ہوا ہے، جب کہ آپ کا اکاؤنٹ یہاں کھلا ہوا نہیں ہے، اس لیے آپ کی رقم یہاں جمع نہیں کی جاسکتی۔

تو ایمان والے بندے کا ایک ایک عمل اللہ کے ہاں محفوظ کر دیا جاتا ہے، چھوٹا سا عمل بھی ضائع نہیں جانے دیا جاتا، مسلمان کی مسکراہٹ پر اجر ملتا ہے، مسلمان راستے سے گزرتا ہوا آتا ہے کہیں اسے چوٹ لگ جاتی ہے، کہیں اسے کانٹا چبھ جاتا ہے تو اس پر بندہ مومن کو اجر و ثواب ملتا ہے، جب کہ یہی کانٹا کافر کو چبھتا ہے تو اس کے لیے یہ دنیوی سزا ہے، اس کے لیے دنیوی عذاب ہے۔

بندہ مومن بیمار ہو جاتا ہے اس پر اسے اجر ملتا ہے، بندہ مومن صحت کے زمانے میں نیک اعمال کرتا ہے اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے، بندہ مومن قرآن کریم کا ایک ایک حرف پڑھتا ہے اس پر اسے دس دس نیکیاں دی جاتی ہیں، ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اس پر اسے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، کسی کو راستہ بتاتا ہے اس پر اسے اجر سے

نوازا جاتا ہے۔

بندہ مومن اپنے مال میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے، قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے، پھر اس ایک دانے سے سو بالیاں نکلتی ہیں، پھر ہر بالی میں سو سو دانہ پیدا ہوتا ہے، بلکہ اللہ اس سے بھی دگنا کر دیتا ہے، تو بندہ مومن مال لگاتا ہے تو اس کا مال بڑھایا جاتا ہے، اس کا اجر بڑھایا جاتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے تو اس کے باقی مال کو پاک کر دیا جاتا ہے، باقی مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔

پھر ایمان دار نیکوکاروں کے لیے جنت الفردوس مہمانی کی جگہ ہو گی، جس میں وہ رہیں گے اور کہیں اور جانے کا نام نہیں لیں گے، فردوس سب سے بلند، متوسط، سب سے اعلیٰ اور افضل جنت ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ فردوس جنت کی ناف ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں جنتوں میں جنت الفردوس سے اعلیٰ کوئی جنت نہیں ہے۔ اس میں نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہوں گے۔

رحمت دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے، خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا اپنے اس گھر میں بیٹھا رہا ہو جس گھر میں وہ پیدا ہوا ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس کی خبر نہ دیں؟ آپ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا

فاصلہ ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا متوسط اور سب سے بلند درجہ ہے۔اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کے دریا جاری ہوتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا ہے اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو:

کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔(السجدۃ:۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت، جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے چہروں اور جسموں پر بال نہیں ہوں گے اور ان کی عمر تیس یا تینتیس سال ہو گی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں باقی امتوں کی ہوں گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا تمہارے لئے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے وہ کہیں گے کیا اللہ نے ہمارا چہرہ سفید نہیں کیا؟ کیا اس نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی اور ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! پھر (اللہ اور ان کے درمیان سے) حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ان کو اس کی طرف دیکھنے کی بہ نسبت زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں دی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم درجہ اس شخص کا ہو گا جو ایک ہزار سال کی مسافت سے اپنی جنتوں، اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خادموں

اور اپنی باندیوں کو دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل جنت میں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے چہرے کا صبح اور شام دیدار کرے گا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وُجُوہٌ یَّومَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلَی رَبِّھا نَاظِرَۃٌ

اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ارشاد فرمائے گا اے اہل جنت! وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور تیری اطاعت پر کمر بستہ ہیں۔ وہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے۔ وہ کہیں گے ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو عطا نہیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں اب تم کو اس سے افضل نعمت عطا کروں گا وہ کہیں گے اس سے افضل کون سی نعمت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارے اوپر اپنی رضا کو حلال کر دوں گا اور کبھی بھی ابد تک تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! ہم اپنے ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں، اذان جب دی جا رہی ہو تو خاموشی کے ساتھ سنیں، اذان کے کلمات کے ساتھ ساتھ کلماتِ اذان ادا کریں اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں اور پھر اذان کے بعد والی دعا پڑھیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں پہنچائے گا، نبی کریم ﷺ کی سفارش کے ہم حق دار بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بیان: جامع مسجد امیر حمزہ دیول مری، ۱۲ جولائی ۲۰۱۹ء جمعۃ المبارک)

علم و
عرفان
یہ بیان ۱۹جولائی ۲۰۱۹ء کو ملکہ کوہسار مری
کے پرفضا مقام بھوربن کی جامع مسجد
سعید الشمیری میں کیا گیا، جہاں پاکستان کے
اطراف واکناف سے پڑھے لکھے اور عام
لوگ سیزن گزارنے آئے ہوئے
تھے، تاحد نگاہ مجمع تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

وقال تَعَالَى: {قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ} [الزمر: ۹]قَالَ اللہ تَعَالَى: {وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْماً} [طه: ۱۱۴]

وقال تَعَالَى: {يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ} [المجادلة: ۱۱] وقال تَعَالَى: {إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ} [فاطر: ۲۸]

مَنْ يُرِدِ اللَّه بِهِ خيْراً يُفَقِّهْهُ في الدِّينِ" متفقٌ عليهوقال النبی ﷺ لاَ حَسَدَ إلاَّ في اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّه مَالاً فَسلَّطهُ عَلى هلَكَتِهِ فِي الحَقِّ، ورَجُلٌ آتاهُ اللَّه الحِكْمَةَ فهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيُعَلِّمُهَا «بخاری ومسلم»

قَالَ النبی ﷺ لِعَلِيَّ، رضي اللَّه عنْهُ: "فو اللَّهِ لأنْ يهْدِيَ اللَّه بِكَ رجُلاً واحِداً خَيْرٌ لكَ من حُمْرِ النَّعم" متفقٌ عليهِ.صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم

برادران اہل سنت والجماعت: حضرت مولانا قاری عبدالواجد صاحب دامت فیوضہم بڑے بہترین انداز میں آپ حضرات کے سامنے سر گرم سخن تھے، حضرت قاری صاحب کے ارشاد پر آج آپ حضرات کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے، مسلمان کی مسلمان کے ساتھ ملاقات اللہ کے ہاں بہت قیمت رکھتی ہے، قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ آواز دیں گے این المتجالسین فی جو لوگ صرف میری ذات کی خاطر ایک

دوسرے کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے وہ لوگ کہاں ہیں؟ این المتزاورین فی جو لوگ میری خاطر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے، ایک دوسرے کی زیارت کرتے تھے، ایک دوسرے کے دیدار سے شرف یاب ہوتے تھے وہ لوگ کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پوچھنا ہمارے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

میں نے بیان سے پہلے اور بیان شروع کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں درود شریف پڑھنے کی درخواست کی، یہ درود شریف بھی ہمارے لیے ایک بڑا تحفہ ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنواصلوا علیہ وسلموا تسلیما

بے شک اللہ اور اللہ کے فرشتے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں، اے اہل ایمان! تم بھی نبی ﷺ پر درود شریف پڑھو،

میرے دوستو! نماز کا حکم اللہ نے دیا، زکوٰۃ کا حکم اللہ نے دیا، روزے کا حکم اللہ نے دیا، حج کا حکم اللہ نے دیا، جہاد کا حکم اللہ نے دیا، پورا قرآن اللہ کے احکامات اور اللہ کے نواہی سے بھرا ہوا ہے، مگر کسی جگہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جی! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد میں بھی کرتا ہوں تم بھی کرو، مگر درود شریف کے بارے میں فرمایا کہ میں بھی بھیج رہا ہوں، میرے فرشتے بھی بھیج رہے ہیں اور آپ لوگ بھی میرے نبی ﷺ پر درود شریف بھیجو، اس کا مطلب یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ پر درود شریف پڑھنا یہ بہت بڑی چیز ہے اللہ کے ہاں۔

درود شریف کسے کہتے ہیں؟ درود شریف اس دعا کو کہتے ہیں جو دعا نبی ﷺ کے لیے مانگی جائے، میں اور آپ ایک دوسرے کے لیے دعا کرتے ہیں تو اس کے لیے لفظ دعا ہی بولا جاتا ہے، اگر کسی کے لیے بد دعا کرنا ہو تو دعا کے بعد لفظ علی لگا دیتے

ہیں،اور اگر کسی کے لیے اچھی دعا کرنا ہو تو اس کے لیے دعا کے بعد لام لگا دیتے ہیں، مگر سرکار دوعالم ﷺ کے لیے جو دعا کی جائے اس دعا کا نام ہے درود شریف، سرکار دوعالم ﷺ کے درجات بلند کرنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔

اس فقیر نے درود شریف پر دو کتابیں لکھی ہیں، ایک کا نام صلاۃ وسلام علی سید الانام اور دوسری زاد محمود فی فضائل درود، اول الذکر کتاب پونے تیس سو صفحات پر مشتمل ہے، ثانی الذکر کوئی پونے سو صفحات پر مشتمل ہے، فقیر نے لکھا کہ جس آدمی کے کام میں مشکلات، رکاوٹیں اور پریشانیاں ہوں، کام نہ ہو رہا ہو تو وہ آدمی کثرت کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، صبح و شام، ہمہ وقت نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے تو اللہ اس کے کاموں کو آسان فرما دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے ایک مایہ ناز شاگرد ہیں علامہ ابن القیم جوزی، انہوں نے ایک کتاب درود شریف پر لکھی ہے جس کا نام ہے جلاء الافہام، اس کتاب میں انہوں نے لکھا کہ درود شریف کثرت سے پڑھنا یہ اللہ کے ہاں بڑی چیز ہے، کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے، اور سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ

اَکثِرُوالصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَومَ الجُمُعَہ فَاِنَّ صَلٰوتَکُم تُعرَضُ عَلَیَّ

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

اس لیے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ اپنے روضہ پاک میں زندہ موجود ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی قبر عام قبروں کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے، روضہ

من ریاض الجنہ ہے، یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، میرے سرکار نے خود فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جب یہ جنت کا ٹکڑا ہے تو جنت میں کوئی آدمی مرا ہوا نہیں ہوتا، جنت میں جو لوگ جائیں گے انہیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی، اور جن کے قدموں کے طفیل جنت ملے گی اللہ نے انہیں بھی قبر میں ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا۔

فرمایا جو روضہ پاک پر جا کر درود شریف پڑھتا ہے، الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ اس کا درود نبی کریم ﷺ سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اٹھارہ سال تک میرے نبی کریم ﷺ کے روضہ کے پاس بیٹھ کر بخاری شریف کا درس دیتے رہے، اللہ نے حضرت مدنی کو ایسا عشق رسول عطا فرمایا تھا کہ میرے نبی پاک ﷺ کے روضہ پاک کی صفائی اپنی داڑھی کے ساتھ کرتے تھے، کسی نے کہا کہ حضرت نئے جھاڑو کے ساتھ صفائی کر لیں فرمایا کہ جھاڑو کے ساتھ تو ہر جگہ کی صفائی کی جاتی ہے، مزہ جب ہے کہ داڑھی حسین احمد کی ہو اور روضہ رسول اللہ ہو میں اس داڑھی کے ساتھ اپنے آقا ﷺ کے روضہ کی صفائی کروں۔

جب حضرت آقا مدنی کریم ﷺ کے روضہ پر باادب کھڑے ہو کر درود شریف پڑھتے تھے تو روضہ کے اندر سے جواب آتا تھا وعلیک السلام یاولدی اے میرے بیٹے! تجھ پر بھی سلام ہو، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بھی بار بار حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق دے، وہاں جائیے اور اس طرح پیار، محبت اور عشق وعقیدت میں ڈوب کر صلاۃ وسلام پیش کیجیے، وہاں بھی کثرت سے درود شریف پڑھیے اور یہاں

بھی کثرت کے ساتھ پڑھیے،اللہ جل شانہ آپ پر اپنے کرم کے فیصلے فرمادیں گے۔

یہ بات تو جمعہ کے دن سے متعلق ہوگئی اور مسلمان کی باہمی زیارت اور دیدار کی بات بھی میں نے عرض کردی، کہ مسلمان جو ایک دوسرے کا دیدار کرتا ہے یہ بھی اللہ کے ہاں بڑا مقام رکھتا ہے،اللہ پاک اس پر رشک فرمائیں گے،اللہ فخر فرمائیں گے،کہ کوئی اور رشتہ نہیں، جس طرح ہمارا اورآپ کا ایک عقیدے کا رشتہ ہے،انسان کا انسان کے ساتھ عقیدے والا رشتہ ایسا بن جاتا ہے کہ انسان جان لٹادیتا ہے،مال لٹادیتا ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ نے جس طرح کیا، نبی کریم ﷺ کے ذہن کے ساتھ جس کا ذہن مل گیا،آپ کے ایمان کے ساتھ جس کا ایمان مل گیا،آپ کے عقیدے کے ساتھ جس کا عقیدہ مل گیا،آپ ﷺ کے پیغام کو جس نے قبول کرلیا،وہ لوگ میرے نبی ﷺ کے ہم عقیدہ بن گئے،ہم پیالہ اور ہم نوالہ بن گئے،انہیں قرآن کہتا ہے کہ یہ میرے نبی کے ساتھی ہیں،ان کے لیے قرآن نے لفظ معہ استعمال فرمایا ہے، یہ میرے نبی کے ساتھ رہنے والے ہیں،یہ میرے نبی کی معیت میں رہنے والے ہیں،میرے نبی کی صحبت میں رہنے والے ہیں،میرے نبی کے تلمذ کا حظ اٹھانے والے ہیں،رضی اللہ عنہم ورضواعنہ اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے راضی،اور علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ جس سے اللہ ایک بار راضی ہوجاتا ہے اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرٹیفیکٹ عطافرمایا،انہیں سند عطا فرمائی کہ کلاوعداللہ الحسنیٰ سب کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمادیا،جو ایک لمحہ کے لیے صحابی بن گیا وہ بھی جنت میں چلا گیا،جو سالہا سال میرے مصطفےٰ کریم ﷺ کے قدموں میں رہا،

آپ کی معیت میں رہا، آپ کی صحبت میں رہا، ایمان کے ساتھ رہا اور ایمان کی حالت میں دنیا سے چلا گیا سب کے ساتھ اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ان کو جنت ملے گی، جنت میں بیش بہا نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، انہیں وہاں عزت والا رزق دیا جائے گا، انہیں جنت عدن ملے گی، نعیم مقیم ہمیشہ کی نعمتیں ملیں گی، ان کو یہ چیزیں کیوں ملیں گی؟ اس لیے کہ انہوں نے ایمان نبی کریم ﷺ والا بنایا، عقیدہ نبی کریم ﷺ والا بنایا، پیغام نبی کریم ﷺ کا سنا، نبی کریم ﷺ کی باتوں پر ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے۔

یہ دو کام بڑے کام ہیں، ایمان اور اعمال صالحہ، آیت میں نے خطبہ میں پڑھی

{يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ}

اللہ آپ کو اٹھائے گا، اللہ آپ کو سربلند کرے گا دو باتوں کی وجہ سے ان میں سے ایک ایمان ہے، اور ایمان کیسا؟ قرآن بتاتا ہے کہ اگر ایمان لانا چاہتے ہو تو صحابہ کرام کی طرح ایمان لاؤ، جو صحابہ کی طرح ایمان لائے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔

اے میرے نبی کے دیوانو، پروانو، مستانو، میرے نبی کے صحابہ! یہودیوں کے دل میں بھی خیال آرہا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں، عیسائیوں کے دل میں بھی خیال آرہا ہے کہ ہم مسلمان ہو جائیں، مشرکین بھی جب تمہاری فتوحات دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں، مگر عرش بریں کے آخری پیغام قرآن کریم نے بتایا کہ اگر یہ لوگ ایمان لانے کے خواہش مند ہیں تو اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو۔

جب انسان نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی طرح ایمان لاتا ہے تو پھر سب کچھ لٹا دیتا ہے، پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا، جس طرح صحابہ کرام نے کیا تھا، صحابہ کرامؓ

نے جانیں لٹادیں، مال لٹادیا، اللہ قرآن کریم میں نقشہ کھینچتے ہیں کہ

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صحابہ کرام کی جانیں بھی خرید لیں، مال بھی خرید لیا، اس کے بدلے میں اللہ انہیں جنت عطا فرمائے گا، حالانکہ جان بھی اللہ کی دی ہوئی ہے، مال بھی اللہ کا دیا ہوا ہے، مگر اس کے باوجود عطا کرنے والے فیاض، سخیوں کے سخی داتا نے اعلان فرمایا کہ میں نے تمہاری جان بھی اور تمہارا مال بھی جنت کے بدلے میں ریزرو کرلیا ہے۔

ایمان والوں کے درجات اللہ نے بلند کردیے اور اہل علم و عرفان کے درجات اللہ نے بلند کردیے، اللہ نے اسی لیے تو ان لوگوں کو علم کی دولت عطا فرمائی ہے، قرآن کریم انہی لوگوں کے بارے میں کہتا ہے کہ

انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء

اللہ تعالیٰ سے حقیقی معنیٰ میں ڈرنے والے لوگ علماء ہیں، یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے، جو علماء حق ہیں وہ اللہ کی تعلیم، اللہ کی بات، اللہ کا حکم، رسول اللہ کے طریقے کے مطابق مان کر، جان کر، پہچان کر عمل کرتے ہیں، یہ علماء ہیں، یہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں، اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ کے کسی حکم کی عدولی نہ ہوجائے، اللہ کے کسی حکم سے انحراف نہ ہوجائے، علماء اس چیز کو دیکھ دیکھ کر چلتے ہیں، قدم پھونک پھونک کر اٹھاتے ہیں، اس لیے اللہ نے فرمایا کہ ان کا بڑا درجہ ہے، ان کو میں بلند کروں گا۔

قرآن کریم انہی اہل علم و عرفان کے بارے میں کہتا ہے

قُل ھل یَستَوِی الَّذِینَ یَعلَمُونَ وَالَّذِینَ لَایَعلَمُونَ

جاننے والے اور انجان یہ برابر نہیں ہیں، علماء اور جہلاء یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

علماء کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے، علماء اور عام لوگوں میں ایک اور فرق بیان کیا گیا، کہ دیکھو! عام لوگ اپنے آباؤاجداد کی وراثت پاتے ہیں، اپنے ابا کی جائیداد، اپنے ابا کی کوٹھی، اپنے ابا کا بنگلہ، اپنے ابا کی کار، اپنے ابا کے مربعے، اپنے ابا کی گاڑیاں جب تقسیم ہوتی ہیں تو عام لوگوں میں اپنے آبا کی یہ وراثتیں تقسیم ہوتی ہیں، مگر آپ نے کئی مقامات پر دیکھا ہوگا کہ علماء کرام ان کوٹھیوں، بنگلوں اور کاروں سے محروم رہتے ہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ان علماء کرام کے لیے ایک بڑی خوبصورت دعا فرمائی کہ

اللهم فقرالعلماء والمعلمين كئ لايذهب القرآن

اے اللہ! علماء اور اساتذہ کو فقیر بنادے تاکہ تیرا قرآن ضائع نہ ہو جائے، علماء اور اساتذہ کو فقیر بنانے کی دعا کی علت کیا بیان فرمائی کہ اللہ تیرا قرآن ضائع نہ ہو جائے، علماء اور اساتذہ کو فقیر بنادے تاکہ تیرے قرآن کی حفاظت کرتے رہیں۔

آپ نے دیکھا کہ جب مولوی کے پاس مال آتا ہے تو مولوی اور ڈگر پر چل پڑتا ہے، لیکن جب مولوی فقیر مسکین رہتا ہے تو اللہ کی کتاب قرآن کریم کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے رکھتا ہے، قرآن کریم کو چومتا ہے، قرآن کو اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے، اپنے دل سے قرآن کو لگاتا ہے، صبح اٹھ کر قرآن پڑھتا ہے، دوپہر کو قرآن پڑھتا ہے، شام کو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، رات کو قرآن کریم پڑھ کر سوتا ہے کہ یہ اللہ کی بہت ہی پیاری کتاب ہے، جب مولویوں کے پاس مال آتا ہے تو وہ اس ترتیب سے ہٹ جاتا ہے، پیسے گننے میں وقت ضائع کرتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے دعا فرمادی کہ اے اللہ مولویوں اور استاذوں کو فقیر بنادے تاکہ تیرا قرآن ضائع نہ ہو جائے۔

اس سے ایک بات معلوم ہوئی کہ اگر علماء کرام کے پاس بہت زیادہ مال و دولت ہو تو پھر انہیں اور زیادہ قرآن کریم کی خدمت کرنا چاہیے، علم کی خدمت کرنا چاہیے، مجھے تو

کسی سے چندہ لینے کی بھی ضرورت نہیں، مجھے اللہ نے اتنا کچھ عطافرمایاہے کہ میں سب کچھ اللہ کے قرآن پر لٹادوں، اللہ کے دین پر خرچ کردوں، اللہ کے علم پر لٹادوں۔

بات میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ باقی لوگوں کی میراث اور طرح تقسیم ہوتی ہے، مگر اس منبر رسول پر بیٹھنے والا، اس مصلے کی پشت پر امامت کروانے والا یہ نبی کریم ﷺ کی میراث کا وارث ہے، فرمایا

العلماء ورثۃ الانبیاء والانبیاء لم یورثودرھماولادینارا ولکن ورثوا العلم

علماء نبیوں کے وارث ہیں اور نبیوں کی وراثت دینار نہیں، درھم نہیں، مال نہیں، جائیداد نہیں، پراپرٹیاں نہیں، انبیاء کی وراثت علم ہے، اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت علماء کو عطافرمائی ہے، گویا کہ علماء سینہ بہ سینہ نبی کریم ﷺ کی وراثت کے وارث ہیں، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی وراثت کے وارث حضرات علماء کرام ہیں۔

انہی علماء کرام کے بارے میں میرے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ

عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنبِیَاءِ بَنِی اِسرَائِیل

میری امت کے علماء کی مثال بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہے۔

روایت میں ضعف ہوگا مگر اس میں بھی علماء کی فضیلت نکلتی ہے، کہ ان کی مثال بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہے، علماء بنی اسرائیل کیا کرتے تھے وہ مختلف دیہاتوں میں، مختلف قصبوں میں، مختلف شہروں میں اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچاتے تھے، اور اللہ کی مخلوق کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے تھے، یہ انبیاء کا کام تھا اور اسی پر انبیاء کرام نے ساری زندگیاں گزاردیں، اللہ تعالیٰ نے کار نبوت نبی کریم ﷺ کی برکت سے اس امت کے علماء کرام کو عطافرمایاہے۔

چونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، خاتم المرسلین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا، آپ ﷺ پر جو کتاب آئی اس کے بعد کوئی کتاب نہیں ہے، آپ کو جو شریعت ملی اس کے بعد کوئی شریعت نہیں، آپ ﷺ کو جو امت ملی وہ آخری امت ہے، آپ ﷺ خاتم النبیین، آپ کی کتاب خاتم الکتب، آپ کی شریعت خاتم الشرائع، آپ کی امت خاتم الامم ہے۔

جب آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، تو کار نبوت کو اللہ نے قیامت کی صبح تک جاری و ساری رکھنا ہے، اس لیے اللہ نے چناؤ کیا، انتخاب کیا نبی کریم ﷺ کی امت کا، ان پر اللہ تعالیٰ نے دین کا کام کرنے کی، دین کا کام پھیلانے کی ذمہ داری جو ڈالی گویا یہ نبیوں کی ذمہ داری تھی، اللہ نے سرکار دوعالم ﷺ کی برکت سے اس امت کو عطا فرمائی، کہ یہ اس کام کو پھیلاتے رہیں، کار نبوت کو پھیلانے میں ساری امت شریک ہے، یہ علماء کی خاصیت و خصوصیت نہیں ہے، کہ علماء منبر پر اسے بیان کریں، بلکہ آپ جو پبلک کے لوگ ہیں یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے، زمیندار، تاجر، دکاندار، بزنس مین، امپلائی، ملازم جس جس طبقہ کے لوگ ہیں یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دین کی اشاعت کریں، اسے لوگوں تک پہنچائیں۔

میرے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوآیَہ وَحَدِّثُواعَن بَنِی اِسرَائِیلَ فَلَاحَرَج

لوگو! میری طرف سے تمہیں ایک آیت پہنچتی ہے تو آپ میری طرف سے اسے دوسرے آدمی تک پہنچادیں، اور بنی اسرائیل کی طرف سے بیان کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، ان کی وہ چیزیں جو قرآن کریم سے ٹکراتی نہیں، قرآن کریم سے متصادم نہیں، قرآن کے ساتھ اس کی لڑائی نہیں، جیسے قرآن کچھ کہتا ہو، تورات اور

زبور کچھ کہتی ہو، قرآنی عبارت کچھ اور ہو اور تورات، زبور اور انجیل کی عبارات کچھ اور ہوں تو یہ سیدھی سیدھی لڑائی ہے، بنی اسرائیل کی عبارتیں اگر قرآن کریم کے مطابق ہیں تو حوالہ مزید مضبوط کرنے کے لیے وہ بتانے میں، بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، میری طرف سے کوئی ایک چیز بھی تمہیں پہنچے تو اسے لوگوں تک پہنچادو، اس پیغام کو پہنچانے کا بڑا مقام ہے، بڑا اجر ہے۔

سرکار دو جہاں ﷺ نے مولا علی شیر خداؓ سے فرمایا

فَوَاللهِ لَاَن یَّھدِیَ الله بک رجُلًاوَّاحِدًا خیرٌلّک مِن حُمُرالنَّعَمِ

آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے علی! اگر تیری وجہ سے اللہ نے ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرمادی تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اور اگر نبی کریم ﷺ یہ بات آج ارشاد فرماتے تو یہاں اونٹوں کی جگہ فرماتے خیر لک من الدولار، اے علی! اگر تیری وجہ سے اللہ نے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو یہ تیرے لیے ڈالروں سے زیادہ بہتر ہے، اس لیے کہ آج ڈالروں کی بڑی اہمیت دماغوں میں چھائی ہوئی ہے۔

آپ ﷺ کویتی دینار کا ذکر کرتے جو پاکستانی روپے کے مقابلے میں پانچ سو سے اوپر چلا گیا ہے، کویتی دینار بڑی قیمت کا سمجھا جاتا ہے، عرب میں سرخ اونٹ بڑا قیمتی جانور سمجھا جاتا تھا، گدھے بھی تھے، گھوڑے بھی تھے، گھوڑوں کو ذبح کرنے سے منع کر دیا کہ یہ میدان کارزار میں کام آتے ہیں، مگر اونٹ ان سارے جانوروں میں بڑا اہم سمجھا جاتا تھا، بڑا قیمتی مال سمجھا جاتا تھا، اس لیے مولا علی سے فرمایا کہ ایک آدمی تیری وجہ سے ہدایت پر آجائے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اللہ اس تبلیغی جماعت کو جزائے خیر عطا فرمائے، جان اپنی، مال اپنا، وقت اپنا،

بستر اپنا، ساز وسامان اپنا، سب کچھ لگا کر اللہ کے راستے میں نکل جاتے ہیں، ان کی شبانہ روز کاوشوں، جانفشانیوں اور کوششوں کی بدولت دنیا کے آخری کنارے تک ان کا پیغام پہنچ چکا ہے، یہ محنت و جانفشانی، جدوجہد اور کاوش کے بعد عاجزی و مسکینی کا صلہ اللہ نے دیا ہے، لوگوں کی گالیاں سن کر، لوگوں کی جھڑکیاں سن کر، ایک جوتی بنانے والے کو جا کر دعوت دے رہے ہیں، جوتی بنانے والا اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہتا ہے کہ تمہاری بات سننے کا میرے پاس وقت نہیں ہے، میں کام کروں یا تمہاری بات سنوں؟ جوتی بنانے والا بھی دو باتیں سنا دیتا ہے، حجام کے پاس پہنچے وہ بھی دو باتیں سنا دیتا ہے، درزی کپڑے سینے والے کو اللہ اور رسول اللہ کی بات سناتے ہیں وہ بھی دو باتیں سنا دیتا ہے، مگر یہ اللہ کے پاکباز، پاک دل، نیک سرشت لوگ اگلے وقت پھر پہنچ جاتے ہیں، مولانا طارق جمیل صاحب اپنے کتنے واقعات بیان کرتے ہیں کہ میں ان جماعت والوں کو کالج سے دھکیل کر باہر نکال دیا کرتا تھا، مگر اگلے دن یہ لوگ پھر میرے پاس آجاتے تھے، پھر ایک دن میرے دل نے گواہی دے دی کہ یار! ان لوگوں کو تو ہم سے لالچ کوئی نہیں ہے، گالیاں سن کر جاتے ہیں، جھڑکیاں سن کر جاتے ہیں، پھر مڑ کر آجاتے ہیں، انہی لوگوں کا پیغام اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اس کنارے تک پہنچا دیا ہے جہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے۔

یہ پیغام کس کا؟ یہ اللہ پاک کا، یہ پیغام کس کا؟ یہ مدینے والے کا، اس لیے اللہ نے اہل علم کو علم دیا کہ علم کو پھیلاتے رہیں، اور آپ لوگوں کو اللہ نے یہ سعادت عطا فرمائی ہے کہ آپ ان لوگوں کی محفل میں بیٹھتے ہیں، آپ ان کی باتیں سنتے ہیں، یہ باتیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی ہیں، علماء بیچ میں چوکیدار ہیں، پیغام رساں ہیں، یہ پیغام رسانی سے زیادہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر سکتے، اس لیے آپ مانیں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کا حشر نبیوں کے ساتھ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کی فہرست بیان فرمائی ہے، وہ انبیاء کرام ہیں، وہ صدیقین ہیں، وہ شہدا ہیں، وہ صالحین ہیں اور ان کے رفقاء کار ہیں، یہ آخری شق جو ہے اس میں اللہ آپ کو شامل فرمائیں گے۔

اللہ نے سابقون الاولون مہاجرین، انصار اور ان کے نیکوکار پیروکاروں کے لیے اعلان فرمایا کہ میں ان سے راضی اور یہ مجھ سے راضی ہیں، یہاں جو اتباع اور پیروکاروں کا ذکر فرمایا گیا اس میں اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو شامل فرمائیں گے۔

اس لیے میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! لگے رہیں، جڑے رہیں، رائے ونڈ مرکز میں بھائی اللہ دتہ مرحوم ہوا کرتے تھے، اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی! یہ دین کا کام کوئی ایک دو دن کرنے کا نہیں ہے، بلکہ یہ وہ کام ہے جو کرتے کرتے مر جانا ہے اور مرتے مرتے بھی یہی کام کرنا ہے، یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ تھوڑی دیر کام کیا پھر بھاگ گئے، پھر کھیلے پھر کچھ دیر بعد بھاگ گئے۔

آج لوگ مطالعہ نہیں کرتے، اب لوگوں کے ہاتھوں میں ٹچ موبائل آگئے ہیں، یہ ہمارا بیڑہ غرق کرنے کا سامان ہے، جن لوگوں نے یہ موبائل بنایا وہ اس قدر یہ موبائل استعمال نہیں کرتے جتنا ہم پاکستانی استعمال کرتے ہیں، منٹ منٹ میں ہمیں ٹینشن کھائے جاتی ہے کہ پتہ نہیں دنیا میں کیا انقلاب برپا ہو گیا ہے، سارا دن اور رات ٹچ موبائل پر انگلیاں گھماتے رہیں، نتیجہ صفر ہی نکلے گا۔

اس کی جگہ آپ لوگ قرآن کریم کا ایک صفحہ پڑھ لیں، قرآن کریم کی زیارت کریں، یہی قرآن نجات کا سامان ہے، قرآن کریم بڑی دولت ہے، ساری کائنات انسان کو مل جائے مگر قرآن کریم کا مقابلہ نہیں ہے، فرمایا کہ جس کے سینے میں قرآن

کریم کی دولت ہو گی اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔

قرآن کریم کا حافظ قیامت کے دن ان دس لوگوں کو جنت میں لے کر جائے گا جن پر جہنم کی آگ واجب ہو چکی ہو گی، اور یہ لوگ اس کے رشتہ دار ہوں گے اور ایک عالم دین ستر لوگوں کو جنت میں لے کر جائے گا جن پر جہنم کی آگ واجب ہو چکی ہو گی، اور عالم دین کا مرتبہ اور مقام قرآن وسنت کی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے، ایک عالم دین کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے افضل قرار دی گئی ہے۔

حافظ قرآن اس بندے کو کہا جاتا ہے جس نے زبانی قرآن کریم یاد کیا ہے، چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات اسے زبانی یاد ہوں، بہت تیز حافظے والا شخص ہو تو نو ماہ سے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں وہ قرآن کریم حفظ کر جاتا ہے، درمیانی ترتیب والا بچہ ڈھائی سال میں قرآن کریم حفظ کر جاتا ہے، بہت ہی نالائق قسم کا طالب علم چار اور پانچ سال کے عرصہ میں قرآن کریم حفظ کرلیتا ہے، مگر اس کی جنت بن جاتی ہے، اس کی دنیا بن جاتی ہے، جنت کی زمین اس کے قدموں میں دینے کا اللہ فیصلہ کر دیتے ہیں۔

اور جس نے قرآن کریم کا ترجمہ، معنٰی، مفہوم اور تفسیر، مفاہیم و مطالب استاذوں کے سامنے بیٹھ کر سمجھے، استاذوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، اسے کہا جاتا ہے یہ عالم ہے، اور عالم کا یہ مقام ہے کہ یہ قیامت کے دن ان ستر لوگوں کو جنت میں لے کر جائے گا جن پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہو گی، عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے افضل قرار دی گئی ہے۔

حالانکہ شہید کا کتنا بڑا مرتبہ اور مقام ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید ہی ایسا ہو گا جس سے اس کی خواہش کے بارے میں پوچھا جائے گا تو یہ کہے گا کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں دنیا میں جاؤں پھر وہاں راہ خدا میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں

پھر مارا جاؤں، مگر عالم دین کے قلم کی سیاہی اس شہید کے خون سے افضل اور بہتر قرار دی گئی ہے۔

عالم کو یہ مقام کیوں ملا؟ اس لیے کہ اس کی زبان سے نکلنے والی باتیں جب اس بچے کے کانوں کی دہلیز سے ٹکرائیں تو یہ قرآن کریم کا حافظ بن گیا، عالم کے قلم کی نوک سے نکلنے والے الفاظ پڑھ کر ایک شخص نے میدان کارزار میں اللہ کے لیے جان لٹادی، اللہ کے لیے قربانی دے دی، عالم کے قلم سے نکلنے والے الفاظ پڑھ کر، اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ سن کر ایک شخص عالم دین بنا، پھر اس کا فیضان ایسا پھیلا کہ دنیا کی دنیا بدلتی چلی گئی۔

اللہ کا دین لوگوں میں آیا، لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا، اس لیے دنیا بھی ان کی رنگی گئی اور آخرت بھی ان کی رنگی جائے گی، اللہ ان کو جنت عطا فرمائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

علم کی بڑی شان ہے، اسی لیے تو اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے علم میں اضافے کی دعا سکھائی کہ اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما دیجیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو لوگ ایسے ہیں جن پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے وہ مال حق پر لٹادیا، دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کریم کی دولت دی اور وہ اسے دن رات پڑھتا رہتا ہے اور جو قرآن کریم زیادہ پڑھتا رہتا ہے اسے اللہ دعائیں مانگنے والوں سے، سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، عمل کی توفیق عطا فرمائے

(بیان جامع مسجد سیعد الشمیری بھوربن مری ۱۹ جولائی ۲۰۱۹ء جمعہ)

تَاجدَار خَتم نَبوَت

یہ بیان ۲۶ جولائی ۲۰۱۹ء کو مدنی جامع مسجد دنوئی مری میں ملکی اور بین الاقوامی احوال کے تناظر میں کیا گیا، اس وقت فتنہ قادیانیت اپنی تمام تر شرانگیزیوں کے ساتھ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں سرگرم عمل ہے، یہ دُزدانِ ختم نبوت اور غارت گرانِ ملتِ اسلامیہ اپنی ریشہ دوانیاں پوری دنیا میں پھیلائے ہوئے ہیں،ان کی شیریں سخنی اور سازشیانہ ذہنیت پوری دنیا میں اپنا کام دکھارہی ہے، پاکستان کی موجودہ اور چنیدہ سرکار بھی دیگر دشمنانِ اِسلام کے ساتھ اور قادیانیوں کے ساتھ نرم رویہ رکھتی ہے، بلکہ اس دور میں قادیانیت کو کھل کھیلنے کا موقع میسر ہے، یہ بیان مسلم امہ کی بیداری کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ ماکان محمدابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، قال النبی ﷺ اناخاتم النبیین لانبی بعد، وقال النبی ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر، وقال النبی ﷺ لعلی یاعلی انت من کمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولکن لانبی بعدی صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نے اپنی کتاب فضائل درود شریف کے آخر میں بڑی عجیب وغریب حکایات جمع فرمائی ہیں، جنہیں پڑھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ جن لوگوں نے کثرت سے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کس طرح کا معاملہ کیا، ایمان والے شخص کا ایمان ان حکایات کو پڑھ کر اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

کچھ روایات میں ہے کہ یہ زمین مچھلی کی پشت پر ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ زمین بیل کے سینگوں پر ہے، میں کہتا ہوں کہ مچھلی کی پشت اور بیل کے سینگ تو مضبوط چیزیں ہیں اگر یہ کہا جائے کہ اللہ نے اس زمین کو ایک تنکے کے سہارے کھڑا رکھا ہوا ہے تو ایک ایمان والے شخص کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو گا، کئی لوگ روایات کی

تحقیق میں پڑ جاتے ہیں کہ جی! یہ روایت تو ضعیف ہے، یہ روایت کمزور ہے، یہ تو اسرائیلی روایت ہے، بیل کے سینگ پر اتنی بڑی زمین کیسے ٹھہر سکتی ہے؟ مچھلی کی پشت پر یہ اتنی بڑی زمین کیسے ٹھہر سکتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی روایت میں یہ بھی موجود ہو کہ اللہ نے سات زمینوں کو ایک تنکے کے اوپر کھڑا کیا ہے تو مسلمان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو جائے کہ اللہ کتنی بڑی طاقت والی ذات ہے جس نے اس زمین کو تنکے کے سہارے کھڑا کیا ہوا ہے۔

سورۃ تحریم کے آخر میں آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اور سات زمینیں بنائیں، سات زمینوں کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے مثلھن فرمایا، کہ سات آسمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں، آسمان کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ سبع سموات طباقا، ہم نے سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے، سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ زمین سے لے کر پہلے آسمان کے بیچ میں اتنا فاصلہ ہے کہ عرب نسل کا تیز رفتار گھوڑا پانچ سو سال تک دوڑتا رہے تو یہ مسافت طے نہیں ہو سکتی، اور ایک آسمان کی موٹائی اتنی ہے جتنی زمین سے لے کر پہلے آسمان تک کی مسافت ہے، ہر آسمان موٹا اتنا ہے اور ہر آسمان کے درمیان خلاء اتنا ہے۔

سات آسمانوں کے اوپر نور کا سمندر، اس کے اوپر اللہ کا عرش، اللہ کے عرش پر بارہ ہزار برج، ہر برج کے درمیان فاصلہ اتنا کہ عرب نسل کا تیز رفتار گھوڑا دوڑتا رہے تو اس کی مسافت طے نہیں کر سکتا، پھر اس عرش کے اوپر اللہ کی کرسی، اس کرسی کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ وسع کرسیہ السموات والارض، اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی ہوئی ہے، سات زمینیں اور سات آسمان اس کرسی کے اوپر رکھ دیے جائیں تو ایسا لگے کہ ایک بہت بڑے میدان میں ایک چھلہ پڑا ہوا

ہے، یہ اللہ پاک کی قدرت ہے۔

تحریم کے آخر میں فرمایا کہ زمینیں آسمانوں کی طرح پیدا کی ہیں، یہاں لفظ مثل بتاتا ہے کہ جس طرح آسمان ایک دوسرے کے اوپر ہیں اسی طرح زمینیں بھی ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں، مگر سائنس نہیں مانتی کہ زمینیں ایک دوسرے کے نیچے ہوں، کسی نے کہا کہ ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک کا فاصلہ یہ سات زمینیں ہیں، کسی نے کہا کہ سات براعظم یہ سات زمینیں ہیں، کسی نے کہا کہ زمین یوں ٹکڑوں میں پھیلی ہوئی ہے، ساری زمین کو پیمائش کر کے، ٹکڑے بنا کر کہہ دیا جائے یہ یہ ایک زمین ہے، یہ ایک زمین ہے تو مثلھن کا ترجمہ نہیں ہوگا، جب تک ہم زمین کو بھی اس طرح نہ مانیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو ایمان وعقیدے والا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت دکھائی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کو اس طرح بنا سکتا ہے، جب رات صاف ہو تو آپ دیکھا کریں کہ کوئی چھوٹی سی مسجد بغیر ستون، بغیر آسرے اور سہارے کھڑی نہیں ہو سکتی، مگر میرے اللہ نے اتنا بڑا آسمان بغیر ستونوں کو کھڑا کر دیا، بغیر عمد ترونھا، تم بغیر ستونوں کے اسے کھڑا دیکھتے ہو، مثلھن کا لفظ یہاں ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی طرح زمینیں بھی بنائی ہیں۔

ایک بات آپ کو اور بتاتا ہوں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے، فرمایا کہ جس طرح تمہاری یہ زمین ہے باقی کی سات زمینیں بھی اسی طرح ہیں، اور ہر زمین پر تمہارے آدم کی طرح آدم ہے، تمہارے نوح کی طرح نوح ہے، تمہارے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے اور تمہارے محمد جیسا محمد ہے، ہر زمین پر تمہارے محمد جیسا محمد ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو سمجھنے کے لیے بھی ایک بار انسانی دماغ گھوم جاتا ہے، کہ بھئی! محمد پاک تو وہ ہیں جن کا اللہ کے بعد مقام ہے، محمد پاک تو وہ ہیں جو ساری کائنات سے اعلیٰ اور بالا ہیں، ساری مخلوق سے اعلیٰ اور بالا ہیں، مگر یہ روایت میں کیا آیا؟ کہ ہر زمین پر آدم ہیں تمہارے آدم کی طرح، نوح ہیں تمہارے نوح کی طرح، ابراہیم ہیں تمہارے ابراہیم کی طرح اور محمد ہیں تمہارے محمد کی طرح۔

اس روایت کو پڑھ کر انسانی دماغ گھوم جاتا ہے، مگر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے اس ایک روایت کو ثابت کرنے کے لیے تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس نامی کتاب تحریر فرمائی، اس روایت کا کچھ لوگوں نے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

مگر علماء کرام اس روایت کو یوں سمجھاتے ہیں کہ بھئی! آپ نے حضرت محمد عربی ﷺ کو اس زمین کا نبی مانا، صرف ایک زمین کے نبی مانا، جب کہ ابن عباسؓ کی روایت میں جو کچھ آیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ محمد پاک ساری زمینوں کے اوپر موجود محمد اور باقی نبیوں کے اوپر مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔

اس کی آسان مثال سمجھیے کہ ہماری سیاست میں ایک شخص کونسلر ہے، کونسلر سے اوپر یونین کونسل کا چیئرمین ہے، اس کے اوپر تحصیل کا ناظم ہے، اس کے اوپر ضلع کا ناظم ہے، اس کے اوپر صوبے کا وزیر ہے، اس کے اوپر وزیر اعلیٰ ہے، چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اپنے اپنے صوبوں کے وزیر اعلیٰ ہیں، وزیر اعظم ان سب سے اوپر ہوتا ہے۔

ہر ضلع کے امیر کے نیچے چھوٹے چھوٹے امیر ہوتے ہیں، اسی طرح ہر زمین پر نبی ہیں، محمد ہیں، مگر ہماری زمین کے محمد ﷺ ان ساری زمینوں کے محمد اور نبیوں

کے اوپر اعلیٰ مقام و مرتبہ رکھتے ہیں، کیونکہ یہ زمین ساری زمینوں کی سردار زمین ہے اور اس پر جو محمد ہے وہ ساری زمینوں کے محمد اور باقی نبیوں کے سردار محمد ہیں، یہ تو اللہ کی قدرت کا اظہار ہے، اس لیے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

کچھ لوگوں نے جان چھڑانے کے لیے اس روایت کا انکار کیا اور تحذیر الناس لکھنے پر حجۃ الاسلام مولانا نانوتویؒ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا، حالانکہ یہ روایت تو ساڑھے چودہ سو سال سے چلتی آرہی ہے، حجۃ الاسلامؒ نے یہ روایت نہیں بنائی، خرابی ان لوگوں کے دماغ میں آئی جنہوں نے اثر ابن عباسؓ کا انکار کیا، اور کہا کہ یہ ضعیف چیز ہے، فلاں راوی کا فلاں راوی سے سماع ثابت نہیں ہے، مگر حجۃ الاسلامؒ نے اس روایت سے ثابت کیا کہ نبی کریم ﷺ اس روایت کے مطابق ساری زمینوں کے نبیوں سے اونچا، ارفع، بالا اور برتر مقام رکھتے ہیں۔

تم کہتے ہو کہ اس زمین کے محمد کا اونچا مقام ہے، اثر ابن عباسؓ کہتا ہے کہ ساری زمینوں کے نبیوں کے محمد اور ساری زمینوں کے اوپر آنے والے نبیوں سے اونچا اور بلند مقام اس زمین کے محمد پاک ﷺ کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بنایا ہے، خاتم المرسلین بنایا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لیے علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے بھی باقاعدہ ایک رسالہ کشف الالتباس فی اثر ابن عباس اور ایک رسالہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس تحریر فرمایا، اپنے رسالوں میں علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے ایک ایک راوی کو درست قرار دیا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے آسمان اس طرح بنائے اور اس نے زمین

اس طرح بنائی، اور اس زمین پر اپنا آخری نبی بھیجا، جن کو خاتم النبیین کہتے ہیں، قرآن کریم کہتا ہے کہ

ماکان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

سب سے آخری نبی نبی کریم ﷺ ہیں، آپ ﷺ پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے، آپ ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے نبیوں والا کام اس امت کو مل گیا، مگر نبیوں والا کام کرنے کے باوجود کوئی آدمی نبی نہیں کہلا سکتا، جو آدمی بھی نبیوں والا کام کرے گا وہ اللہ کا فرستادہ ہے، پیغام رساں ہے، داعی الی اللہ ہے، مگر کوئی آدمی اپنے کو نبی نہیں کہہ سکتا، حالانکہ کام انبیاء کرام کا بھی یہی ہے کہ اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک لے کر جانا، اللہ کی دعوت مخلوق کو دینا، اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا، دعوت کا معنٰی اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف بلانا، اور تبلیغ کا معنٰی اللہ کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچانا۔

علماء کرام پوری دنیا میں بیان کرتے ہیں، مگر اپنے کو نبی نہیں کہہ سکتے، حالانکہ کام نبیوں والا کرتے ہیں، لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں، لوگوں کو منبر پر خطبہ سنا رہے ہیں، یہ انبیاء کرام کی وراثت ہے، علم پھیلا رہے ہیں یہ انبیاء کی وراثت ہے، مگر کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جی! میں اللہ کا نبی ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں، کیونکہ رسالت کوئی ایسا منصب نہیں ہے کہ کوئی انسان محنت کر کے اسے پالے، یہ کسبی منصب نہیں ہے، یہ وہبی منصب ہے۔

وہبی اور کسبی کا کیا معنٰی؟ وہبی کا معنٰی اللہ کی طرف سے دیا ہوا اور کسبی کا معنٰی محنت اور مجاہدے کے ساتھ حاصل کیا ہوا، دن رات تسبیح پڑھتے رہیں، سارا دن تسبیحات، ذکر اذکار کرتے رہیں، درود شریف پڑھتے رہیں، سبحان اللہ پڑھتے رہیں، لاالہ الااللہ کا ورد کرتے رہیں، اوابین کے نوافل پڑھیں، اشراق کے نوافل

پڑھیں، چاشت کے نوافل پڑھیں، تحیۃ المسجد پڑھیں، تحیۃ الوضو پڑھیں، تہجد کی نماز پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کریں، یہ اوراد و وظائف ہیں، ان کی پابندی کرتے ہوئے آدمی حلال کھاتا رہے، حرام سے اجتناب کرتا رہے، یہ شخص ایک دن ایسے منصب پر پہنچ جائے گا جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں پر انعام کیا، صدیقوں پر انعام کیا، شہیدوں پر انعام کیا، اور ان نیکوکاروں پر انعام کیا جنہوں نے ان بڑے لوگوں کی رفاقت اختیار کی اوران کی پیروی کی، ایسے مقام پر اللہ جس شخص کو پہنچادیں وہ اپنی محنت و مجاہدے کے بعد یہاں آتا ہے۔

لیکن نبی کے لیے یہ قانون، ضابطہ اور اصول نہیں ہے، نبی کا انتخاب اللہ پاک براہ راست کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو نبی بنانا ہوتا ہے اس کے پورے سلسلہ کو اوپر سے لے کر نیچے تک پاک اور صاف برتن میں لے کر آتے ہیں، اور پھر اللہ پاک تاج نبوت اس کے سر پر سجادیتے ہیں۔

یہ سلسلہ ہزاروں سال تک چلتا رہا، ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں تک چلتا رہا، کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک نبی ایک بستی میں کام کررہا ہے اور دوسرا نبی دوسری بستی میں کام کررہا ہے، قرآن میں سورۃ سبا میں قوم سبا کا ذکر ہے، جن کو اللہ نے باغات سے نوازا تھا، کھیت اور کھلیانوں سے نوازا تھا، پھر ان پر اللہ کا عذاب آیا تھا، اس قوم میں اللہ نے یکے بعد دیگرے تیرہ نبی مبعوث فرمائے تھے، ان لوگوں نے نبیوں کی دعوت قبول نہیں کی، اللہ نے ان پر اپنا عذاب بھیجا ڈیم ٹوٹا سب تباہ و برباد ہوگئے، ان کے سرسبز و شاداب باغات کی جگہ جھاڑیاں نکل آئیں، پھلوں کی جگہ کانٹے اگ آئے، اس لیے کہ انہوں نے نبیوں کی دعوت کو نہیں مانا تھا۔

سورت یاسین میں نبیوں کا ذکر ہے کہ وہ کام کررہے تھے، مگر لوگ ان نبیوں

کی بات نہیں مان رہے تھے، چنانچہ شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ لوگو! یہ لوگ جو یہاں کام کر رہے ہیں یہ اللہ کے نبی ہیں تم ان کی بات کو مان لو، لوگوں نے نبیوں کی بات نہیں مانی اللہ نے ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لیا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو اللہ نے پیغام دے کر بھیجا، عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری تاجدار نبوت تھے، ان سے پانچ صدیاں بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تاج رسالت اور نبوت سے نوازا، اللہ نے آپ ﷺ کو فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ہندوستان کا ایک شہر ہے جس کا نام قادیان ہے، وہاں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا، یہ شخص پڑھتا رہا، سیکھتا رہا، اس کے بعد اس نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں، اس کی کتابوں میں بہت سے انکشافات ہیں اور بہت سی گالیاں بھی اس نے لکھی ہیں، اس نے کہا کہ چلو نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر آپ ﷺ کی اتباع میں جو نبی آئے گا میں وہ نبی ہوں، یعنی نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے کسی شخص کو نبی بنائے جانے کی قرآن میں نفی نہیں میں وہ نبی ہوں، میں نبی پاک کی پیروی میں ظلی نبی بن کر آیا ہوں، میں بروزی نبی بن کر آیا ہوں۔

اس ترتیب پر اس نے وہاں قادیان میں نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے ساتھ غداری کی، اس نے قرآنی آیات کا مفہوم بدل ڈالا، اس نے کہا کہ قرآن میں جہاں محمد کا لفظ آیا ہے اس محمد سے مراد میں قادیان والا محمد ہوں، اس نے کہا کہ قرآن میں جہاں لفظ احمد آیا ہے اس احمد سے مراد میں مرزا غلام احمد قادیانی ہوں، جہاں قرآن میں مسیح کا نام آیا ہے اس مسیح سے مراد میں قادیاں والا مسیح ہوں، یوں وہ شخص کتابیں لکھتا رہا، اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت سے لوگوں کا اعتماد بھی اٹھاتا رہا، حالانکہ میں نے

عرض کیا کہ انسان کتنا مطیع، فرمانبردار تابعدار، اطاعت شعار، تہجد گزار ہو جائے، ایک ایک بال برابر بھی نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرتا رہے پھر یہ کہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی شریعت میں نبی ہوں، میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا اور اتباع کرنے والا نبی ہوں، تو اسے کافر ہی کہا جائے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ جو مکہ میں نبی بن کر تشریف لائے، جنہوں نے مکہ اور مدینہ میں محنت کی، جن کی وجہ سے اللہ نے یہ دین دنیا میں پھیلایا، جن کو اللہ نے سراج منیر بنایا، جن کو اللہ نے خاتم النبیین فرمایا، جن کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الکتب عطا فرمائی، جن کو خاتم الامم عطا فرمائی، جن کو خاتم الشریعہ عطا فرمائی وہ نبی آمنہ کے لعل، حضرت عبداللہ کے در یتیم حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور قیامت کی صبح تک رہیں گے۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح اپنی نبوت کی بنیاد رکھی اس نے مسلمانوں میں انتشار پھیلایا، مسلمانوں میں افتراق پیدا کیا اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے ساتھ غداری کی۔

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ نبی کریم ﷺ کی امت میں بڑا ہی حساس مسئلہ ہے، اس مسئلہ پر ابتدائی زمانے میں سودا بازی شروع ہو گئی تھی، جھوٹے علمبردار نبوت آکر نبی کریم ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ بھی نبی ہیں اور میں بھی نبی ہوں، لیکن یہ بات کیونکر مانی جاسکتی تھی کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کے بعد کچھ فتنے پیدا ہوئے، ان میں وہ فتنے بھی تھے جو اپنے کو نبی کہتے تھے، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی جیسے لوگ، ان کے خلاف صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا، سینکڑوں صحابہ کرامؓ ختم نبوت کے مسئلہ پر جان دے گئے، شہید

ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال کذاب آئیں گے، ان میں ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، مگر یاد رکھنا کہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، میرے بعد کوئی رسول نہیں۔

اس دور میں بھی قادیانیوں کا فتنہ پھر سے سر اٹھا رہا ہے، ۲۴ مئی ۱۹۷۴ء کی تاریخ تھی، ایک ٹرین جس میں ملتان نشتر میڈیکل کالج کے ایک سو سٹوڈنٹس سوار تھے، یہ طلباء سیر سپاٹے کے لیے نکلے تھے اور پشاور کی طرف رواں دواں تھے، جب یہ ٹرین ربوہ اسٹیشن پر ٹھہری تو ان طلباء نے ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے، ان طلباء میں کچھ قادیانی ذہن رکھنے والے سٹوڈنٹس بھی تھے، قادیانیوں میں ان نعروں کی وجہ سے اشتعال پایا گیا، انہوں نے ان طلباء کی پٹائی کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ چناب ایکسپریس جب پشاور سے ملتان کی طرف روانہ ہوئی تو ۲۹ مئی کو ربوہ اسٹیشن پر پہنچی، جہاں ٹرین کی آمد سے پہلے ہی قادیانی اوباش اور شر انگیز لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے، ان لوگوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں، کلہاڑے، ہاکیاں، خنجر، تیز دھار شمشیریں اور پسٹل موجود تھے، یہ مسلح لوگ پلیٹ فارم پر پہنچ گئے، اس سے پہلے نشتر آباد اسٹیشن کے قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے ربوہ میں موجود قادیانی اسٹیشن ماسٹر کو اس بوگی کی نشاندہی کی جس میں یہ طلباء سوار تھے۔

ربوہ اسٹیشن پر تیاری اور حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کے لیے نشتر آباد اسٹیشن سے قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے چناب ایکسپریس دیر سے روانہ کی تاکہ آگے ان طلباء پر تشدد کے لیے اچھی تیاری کی جا سکے، چنانچہ جب چناب ایکسپریس ربوہ اسٹیشن پہنچی تو ہزاروں قادیانیوں نے اس بوگی پر سخت ترین حملہ کر دیا جس میں یہ طلباء بیٹھے ہوئے تھے، طلباء نے مشتعل ہجوم کو دیکھتے ہوئے بوگی کے دروازے بند کر دیے، کھڑکیوں

کو چٹخنیاں لگادیں، لیکن مشتعل قادیانیوں نے بند کھڑکیوں اور دروازوں کی کوئی پرواہ نہیں کی، سب توڑ ڈالیں، بوگی کے اندر جا گھسے، بوگی میں موجود تمام مسافر طلباء کی پٹائی کی، تشدد کیا، زخمی کیا، ان زخمی طالب علموں میں چالیس ایسے تھے جن کو سخت چوٹیں آئیں، طلباء یونین کے صدر کو اس بے رحمانہ طریقہ سے پیٹا گیا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔

قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے گرین سگنل کے باوجود ٹرین چلنے نہیں دی، یوں اپنے عمل سے وہ ان قادیانی حملہ آوروں کے حوصلے بڑھاتا اور طلباء پر تشدد کرواتا رہا، ادھر سرگودھا سے آنے والے قادیانیوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور طلباء کا سارا سامان لوٹ کر لے گئے۔ قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے اس وقت ٹرین چلوائی جب مسلم طلباء کا حشر نشر ہو چکا تھا، فیصل آباد اسٹیشن پر ٹرین پہنچی تو ہر طرف مسلمان امنڈ پڑے اور ان طلباء کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا، انہیں صبر و تحمل کی تلقین کی، یہی وہ نقطہ آغاز تھا جس پر مسلم امہ میں بیداری پیدا ہوئی۔

موجودہ چناب نگر کا نام پہلے ربوہ ہوا کرتا تھا، ہمارے علماء نے محنت کر کر کے اس کا نام تبدیل کروایا، ربوہ کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ المومنون آیت ۵۰ میں آتا ہے،

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ

اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسے ٹیلہ میں ٹھکانہ دیا جو ٹھہرنے کی اور پانی جاری ہونے کی جگہ تھی۔

ربوہ کے لفظ سے قادیانی دجالوں نے اپنی جگہ کا نام ربوہ رکھا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا جاسکے کہ وہ مسیح موعود یہی قادیانی ہے۔ قادیانیوں نے چنیوٹ میں ایک جگہ کا انتخاب کیا، پھر اس کا نام ربوہ رکھا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیا جائے، قادیانی

دھوکہ دیتے تھے کہ قرآن میں جس ربوہ کا ذکر ہے وہ یہ چنیوٹ میں موجود ہے۔

علماء کرام نے ربوے کا نام تبدیل کروانے کے لیے ایک عرصہ تک محنت کی، حضرت مولانا محمد منظور چنیوٹی آخر دم تک محنت کرتے رہے، پہلے اگر ختم نبوت کا کوئی جلسہ ہوتا تھا تو ربوہ کے نام پر کراس کا نشان ڈالا جاتا تھا، اس سے آگے کوئی اور نام لکھا جاتا تھا، پھر مولانا چنیوٹی کی کاوشوں سے نام تبدیل ہوا تو اب جلسوں کے اشتہارات پر چناب نگر لکھا جاتا ہے۔

جب نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کی ٹرین ربوہ میں آکر رکی تو قادیانیوں نے ان طلباء پر تشدد کیا، قادیانیوں نے اس اخلاق سے گری ہوئی حرکت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ نو گوایریا ہے، یہاں ہماری مرضی چلتی ہے، جب یہ معاملہ ہوا تو پورے ملک سے مسلمانوں نے آواز اٹھائی، صدائے احتجاج بلند کی، کہ قادیانیوں نے ربوہ میں ظلم کیا اور زیادتی کی۔

۳۰ مئی کے اخبارات میں قادیانی بربریت کی خبریں شائع ہوئیں تو پورے پاکستان میں مسلمان مشتعل ہو گئے، علماء اور مسلم عمائدین نے اگلے روز اس روح فرسا واقعہ کے خلاف احتجاج کا اعلان کر دیا، چنانچہ ۳۱ مئی کو اس ظلم و تشدد کے خلاف سخت ترین احتجاج کیا گیا، قادیانیوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا گیا، ہر طرف سے ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبات سامنے آنے لگے، پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرار داد جمع کروائی، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرنے کے مطالبات زور پکڑنے لگے۔

۱۴ جون ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے مطالبے کی حمایت میں ملک گیر ہڑتال کی گئی، بہت سے مقامات پر علماء کرام کی گرفتاریاں عمل

میں لائی گئیں، ۲۰ جون ۱۹۷۴ء کو سرحد اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارشی قرارداد منظور کی، ملک بھر میں قادیانیوں کے بائیکاٹ کی تحریک زور پکڑنے لگی، ۲۸ جون ۱۹۷۴ء میں مصر کی جامعہ ازہر نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، ۲۸ جون ہی کو پنجاب اسمبلی میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے مشترکہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تجویز پیش کی، مجلس عمل نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف اگلے روز بل پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے اجلاس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے مشترکہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے ایک خصوصی کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا، آج ہی کے دن سارے معاملات طے کرنے کا فیصلہ ہوا۔

مسلمانوں کی بروقت بیداری کا فائدہ یہ ہوا کہ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے، انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ کا معتدل ترتیب پر کوئی حل ہونا چاہیے، اس مسئلہ کو مذاکرات کی میز پر حل کیا جانا چاہیے، اور مذاکرات کی سب سے بہترین میز اسمبلی کا فورم ہے، جس اسمبلی کی ہم کوئی اہمیت نہیں سمجھتے، ہم کہتے ہیں کہ مولویوں کا کیا کام ہے اسمبلیوں میں جانا؟ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اگر اسمبلی میں مولوی نہ ہو تو اس پبلک کو یہ درندے بھنبھوڑ کر کھا جائیں، ایک مولوی ہے جو ان کے دفاع کی آواز اٹھاتا ہے، ایک مولوی (فضل الرحمان) ساری زندگی گالیاں کھا کر پھر بھی آوازہ حق بلند کرتا ہے۔

بھٹو نے کہا کہ یہ مسئلہ اسمبلی میں پیش کیا جائے، اب قادیانیوں کے دو گروپ ہیں ایک لاہوری مرزائی اور ایک قادیانی، ان دونوں کے نمائندے اسمبلی میں طلب کیے گئے، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والا مرزا ناصر پیش ہوا، اور جو مرزا قادیانی

کو نبی نہیں مانتے مگر مجدد اور ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز سمجھتے ہیں ان کا نمائندہ انصار الدین پیش ہوا، اسمبلی میں ڈبیٹ ہوئی، بحث ہوئی، مکالمہ ہوا، بڑے بڑے علماء کرام نے وہاں یہ مسئلہ نتار کر سامنے کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی اور دعوائے نبوت سب نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت سے غداری ہے۔

۲۴ جولائی ۱۹۷۴ء میں مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی میں اپنا بیان مکمل کیا، اس کے بیان کی گستاخانہ عبارات سن کو حزب اقتدار پیپلز پارٹی کے غیور نمائندوں میں سخت تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے مرزا ناصر سے ترش لہجے میں بات کی، مرزا ناصر کے بیان پر ایوان کے غیور نمائندوں نے اسے ٹوکا اور ان میں شدید قسم کے جذبات پیدا ہوئے۔

۳۱ جولائی کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچستان کے علاقہ مستونگ سے اعلان کیا کہ کل قادیانی مسئلہ کا اعلان کر دیا جائے گا، اور قومی اسمبلی کا فیصلہ قطعی ہو گا، ۶ اگست کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر احمد کو ایک بار پھر بلا کر مزید معلومات لی گئیں، ۲۵ اگست کو مرزا ناصر احمد پر قومی اسمبلی میں گیارہ روز تک کی جانے والی جرح مکمل ہو گئی، مفکر اسلام مفتی محمود نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قائم کمیٹی پر اظہار اطمینان کا اعلان کیا، ۳۱ اگست کو مجلس عمل ختم نبوت کے سربراہ علامہ یوسف بنوری نے کہا کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر کسی سیاسی کو سیاست نہیں کرنے دیں گے۔

۲ ستمبر ۱۹۷۴ء میں لاہور کی شاہی مسجد میں ہزاروں فرزندان اسلام کا جلسہ ہوا، جس میں مفکر اسلام مفتی محمود کے علاوہ دیگر قومی عمائدین نے جوش ایمانی سے بھرپور خطاب کیا۔

چنانچہ مسلمانوں کی شبانہ روز کاوشوں اور ایمانی جذبات کے باعث قومی اسمبلی میں اٹھائیس اجلاسوں میں جاری رہنے والی بحث کا نتیجہ نکل آیا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان ہو گیا، پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا، ملک بھر میں مسلمانوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شیرینیاں تقسیم کیں،اس پر مسرت اعلان پر مسلمانوں کے گھروں میں چراغاں کیا گیا۔

قادیانی مسئلہ نوے سال سے مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا تھا، جس پر ارباب حل وعقد نے اٹھائیس اجلاس کیے، چھیانوے گھنٹے اس کام میں لگے، مفتی محمود، شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی، مسٹر مولا بخش جیسے لوگوں نے شبانہ روز ایک کرتے ہوئے وہ تمام لٹریچر یکجا کیا جو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا، مرزائیوں سے متعلقہ لٹریچر قومی اسمبلی کے اراکین میں بانٹا گیا، مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی یادداشت تیار کی گئی، جس میں تاریخ مرزائیت کے علاوہ ان کے سیاہ عقائد وسیاہ اعمال کا پورا نقشہ موجود تھا، تمام سفارت خانوں تک لٹریچر مہیا کیا گیا۔

اسمبلی میں مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری مرزائیوں کے نمائندے پر سات گھنٹہ جرح کی گئی، پھر ۷ ستمبر کو شام کے ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانی مرزائیوں اور لاہوری مرزائیوں دونوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

خوش نصیب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایوان میں کوئی نصف گھنٹہ خطاب کیا، وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کے خلاف آئینی ترمیم کا پس منظر پیش کیا، جب حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی باہمی رضامندی سے

قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے تو ایوان میں موجود تمام ارکان اسمبلی ایک دوسرے سے فرط مسرط وانبساط کے ساتھ بغل گیر ہو گئے، ان کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے، ایوان بالا میں اسی دن کی رات آٹھ بجے اس قانون پر صاد کیا گیا، یوں عقل مند لیڈروں کی عقل مندی اور مسلم ایمانی جذبات کی قدردانی پر پورے ملک میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔

تبلیغی جماعت والے حضرات بھی اس بات کو ذہن میں رکھیں، کیونکہ یہ اللہ کے ولی لوگ لگے رہتے ہیں، لگے رہتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان کے آئین اور قانون میں قادیانی کافر ہیں، ہم نے کافر کافر قادیانی کافر کے نعرے نہیں لگانے، مگر ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ انہیں متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے، لیکن ہر مسلمان کو یہ معلوم ہونا چاہیے، آپ لوگوں کا چونکہ ہر جگہ مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، آپ دعوت کی نسبت سے تشریف لے جاتے ہیں، مگر یاد رکھیے کہ پاکستان کے قانون میں قادیانی کافر ہیں، قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں۔

ہمارے لیے مسائل اور پرابلم یہ ہے کہ ہمیں جلال آجاتا ہے، ہمیں غصہ آجاتا ہے، ہم غصہ میں ہوں تو پہلے زبان استعمال کرتے ہیں، زبان تھک جائے تو ہاتھ استعمال کرتے ہیں، ہاتھ تھک جائیں تو پاؤں استعمال کرتے ہیں، پاؤں بھی تھک جائیں تو ہم ڈنڈا اٹھا لیتے ہیں، ڈنڈے کے بعد بندوق بھی تھام لیتے ہیں، مگر ہمارا دشمن زبان، ہاتھ، پاؤں استعمال نہیں کرتا، وہ جذبات اور جلال کا اظہار نہیں کرتا، بلکہ ہمارا دشمن دماغ استعمال کرتا ہے، ہمارا دشمن دماغ لڑا کر پوری دنیا میں جا چکا ہے۔

ہماری تبلیغی جماعت بھی دنیا کے آخری کونے میں جا چکی ہے، اللہ ان کے کام میں برکت عطا فرمائے، اللہ ان کو مزید ہمت اور توفیق عطا فرمائے، مگر تبلیغی جماعت

بے سر و ساماں جماعت ہے، اسباب نہیں، وسائل نہیں، مال و دولت نہیں، پیچھے خفیہ طاقتیں نہیں، جس بے سر و سامانی کے ساتھ اسی ۸۰ سال سے کام چل رہا ہے، اسی انداز میں پوری دنیا میں اللہ نے ان کا کام پہنچا دیا ہے۔

مگر شیطانی طاقتیں شیطانی طاقتوں کو پش کرتی ہیں، مال لگاتی ہیں، ٹیلی ویژن مہیا کرتی ہیں، اب تبلیغی جماعت کا ایک بندہ سہ روزہ کے لیے تیار کرنے میں تین مہینے لگ جائیں گے، چلہ کے لیے نکلنے میں کئی ماہ لگ جائیں گے، چار ماہ کے لیے جانے میں کئی سال پہلے تیاری کرنا پڑتی ہے، مگر شیطان کو آواز لگانے میں نہ سہ روزہ کی انتظار ہے، نہ چلہ کی اور نہ ہی چار ماہ کی اور نہ ہی سال کی ضرورت ہے، انہوں نے کفر کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے ایک ہی بٹن دبانا ہے اور سیٹلائیٹ کے ذریعے کفر کو پوری دنیا میں پھیلانا ہے۔

اسی طرح قادیانیوں کو پوری دنیا میں شیطانی طاقتیں سپورٹ کر رہی ہیں، ابھی جب ہمارے وزیر اعظم (عمران خان) امریکہ گئے تو قادیانی نمائندے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو ملے اور اس کے سامنے واویلا کیا کہ ہمیں پاکستان میں اپنے کو مسلمان کہلوانے کی اجازت نہیں ہے، ہمارے ساتھ پاکستان میں ظلم کیا جاتا ہے، ہماری املاک تباہ کر دی گئی ہیں، اسی طرح دنیا بھر میں قادیانی اپنے کو مظلوم بنا کر پیش کرتے ہیں اور ہمدردیاں سمیٹتے ہیں، آج چونکہ علماء کرام نے پورے ملک میں حکومت کی قادیانیت نوز پالیسیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کا اعلان کیا ہے، اس لیے ہم نے بھی اس آواز میں آواز ملانے کے لیے ایمان جذبات و خیالات کا اظہار کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے۔

(بیان: جامع مسجد مدنی دنوئی مری، ۲۶ جولائی ۲۰۱۹ء جمعۃ المبارک)

قدرت کی
نیرنگی وبوقلمونی
حلیمہ سَعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے بانی
اور مدیر جناب قاری محمد منسوب
رحیمی صاحب اور دنیائے نقاشی کے
بے تاج بادشاہ جناب ملک انعام
الرحمان صاحب کی ملکہ کوہسار آمد پر
ٹاپ آف دی ہل پتریاٹہ نیو مری کی سیر
کے دوران ٹاپ آف دی ہل پر محفل
دوستاں میں پیش کی گئیں گزارشات
جو ۲۳ جولائی ۲۰۱۹ء کو پیش کی گئیں،
یہ دو محافل کا خلاصہ ہے۔

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! آج اگرچہ ہم کسی تبلیغی یا مشنری ٹور پر تو نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے اس قرآنی حکم پر عمل کرنے کے لیے نکلے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ سیر وافی الارض، اللہ کی زمین میں چلو پھر واور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں کس طرح اپنی قدرتیں بکھیر کر رکھ دیں؟

ہمیں اس وقت سننے والوں میں ملکہ کوہسار مری کے خوبصورت ترین مقام پتریاٹہ کی چیئر لفٹ پر کام کرنے والے انجینئر، سیکورٹی گارڈ اور لفٹ کو ٹھیک کرنے کے لیے آئے ہوئے گورے بھی ہیں، یہ گورے اگرچہ ہماری اردو کو سمجھ نہیں رہے مگر وہ سن ضرور رہے ہیں، کہ یہ چند لوگ جو یہاں ٹاپ آف دی ہل پر آئے ہوئے ہیں یہ کچھ کہہ رہے ہیں، کچھ بول رہے ہیں۔

سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ جولائی ۲۰۱۹ء کے شروع میں یہاں ایک طوفان آیا، جو اپنی نوعیت کا سخت طوفان تھا، زور دار ہوا چلی، آندھی آئی، جس کی وجہ سے بہت سے مقامات پر نقصانات ہوئے، ان میں ہماری چیئر لفٹ بھی تھی، لفٹ پر سوار سیاحوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، طوفان بادوباراں کے باعث بجلی بند ہوگئی، چیئر لفٹ ٹیکنکل خرابی کے باعث جام ہوگئی، سیاح بچارے

اپنی اپنی نشست گاہوں پر ہی فضا میں معلق رہے، سیاح ساری رات چیخ وپکار کرتے رہے، رات کے اس سمے کوئی ٹیکنکل اسٹاف بھی موجود نہیں تھا، لیکن صبح کے قریب ہماری آرمی کے نوجوانوں اور دوسرے امدادی کام کرنے والوں نے انہیں ریسکیو کیا، کئی گھنٹہ کی کوشش کے بعد یہ معاملہ حل ہوا، پھنسے اور لٹکے ہوئے سیاح اتارے گئے، ابتدا میں تو بہت خوفناک خبر تھی کہ بہت سے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر یہ خبر غلط تھی، ہماری امدادی ٹیموں نے بروقت اور انتھک کوشش سے جانی نقصانات کی طرف معاملے کو جانے نہیں دیا۔

کافی دنوں سے چیئر لفٹ پر سیاحوں کی سیر و تفریح بند تھی، اس چیئر لفٹ کے دو حصے ہیں، ان میں سے ایک حصہ قدرے فعال ہے، جب کہ دوسرا حصہ کیبل کار والا ابھی تک آپریٹ نہیں ہوا، انجینئر کام کر رہے ہیں، بیرون ممالک سے گورے بلوائے گئے ہیں، جو سر توڑ کوشش سے اس لفٹ کو بحال کرنے میں مصروف عمل ہیں، امید ہے کہ جلد یہ لفٹ اپنا کام شروع کر دے گی۔

ہم ایک چیز کی طرف دھیان دیں کہ اللہ جل شانہ نے اس انسان کو دماغ عطا فرمایا ہے، اس دماغ سے انسان سوچتا ہے، اس دماغ سے انسان نے کام لیا، اور یہ چیئر لفٹ اس نے بنائی، چیئر انگریزی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنٰی کرسی کے ہیں، لفٹ کے معنٰی اٹھانے کے ہیں، یہ ایک مشین ہے جو بجلی پر چلتی ہے، اس مشین پر بہت ہی مضبوط آہنی رسے باندھے گئے ہیں، جن پر کرسیاں معلق ہیں، لوہے کے بڑے بڑے عمود و ستون کھڑے بلکہ زمین میں گاڑھے گئے ہیں، جن پر یہ رسے حرکت کرتے ہیں اور لوگوں کو نیو مری شہر سے اٹھا کر پتریاٹہ کی فلک بوس چوٹی پر دو مرحلوں میں پہنچاتے ہیں، اس چیئر لفٹ کے اوپر سوار کمزور دل لوگوں کی دھڑکنیں کئی بار بلندی

سے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے تیز تر ہو جاتی ہیں، کئی کمزور دل لوگ چیخ وپکار کرتے بھی سنے گئے ہیں۔

مشکل ترین پہاڑی سلسلہ، بلند و بالا چوٹیاں، یہاں کھمبوں کی تنصیب، پھر ان پر آہنی رسوں کو باندھنا، پھر اس پر انسانوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانا، یہ انسانی دماغ ہی ہے جو استعمال میں لایا گیا اور انسان کو سیر وافی الارض والی آیت پر عمل کروایا گیا، کیبل کار پر ایک ایک ڈبہ میں چھ چھ آٹھ آٹھ لوگ بیٹھتے ہیں، یوں ان رسوں کے اوپر ٹنوں منوں کے حساب سے لوگ بیٹھتے ہیں اور مشکل ترین پہاڑیوں کے بیچوں بیچ سفر کرتے اور سیر وافی الارض کا نظارہ کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات عرض کروں کہ ملکہ کوہسار میں پرانے مری کو صرف مری کہا جاتا ہے، جب کہ گلہڑہ گلی کے اس سیاحتی علاقے کو نیو مری کا نام دیا گیا ہے، جو گلہڑہ گلی سے شروع ہو کر پتریاٹہ کی چوٹی تک ہے، یہاں ملک بھر سے سیاح ہر سال آتے ہیں اور اپنی نگاہوں سے اللہ کی قدرت کے نظارے کرتے ہیں، قدرت کی طلسماتی رنگا رنگی کو دیکھتے ہیں، ہرے بھرے درختوں، ہریالی، سرسبز وشاداب کھیتوں اور پہاڑوں کو دیکھ کر حفاظ قرآن اور علمائے دین بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین، سبحان اللہ ان اشیاء کا پالنہار کس قدر عظیم ہے جس نے ہر چیز میں اپنی قدرت اور بوقلمونی رکھ دی ہے۔

ان خوبصورت پہاڑوں کے یہ فلک بوس درخت، ان کی چوٹیاں، ان کی ایک ایک شاخ، ایک ایک ٹہنی، ایک ایک تنا اللہ کی قدرت اور کاریگری کی گواہی دیتا ہے، اور ہر زبان پکار اٹھتی ہے کہ سبحان اللہ۔

(محفل احباب میں گفتگو، ٹاپ آف دی ہل پتریاٹہ نیو مری، ۲۴ جولائی ۲۰۱۹ء)

اس وقت ہم ملکہ کوہساری مری کے سیاحتی مقام پتریاٹہ کی آخری اور بلندی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ کوئی جلسہ عام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک دینی نشست ہے، اسے آپ خصوصی نشست کہہ سکتے ہیں، جلسہ عام نہیں ہے، مسجد کا ماحول بھی نہیں ہے، مدرسے کا ماحول بھی نہیں ہے، خانقاہ کا ماحول بھی نہیں ہے، ہم یہاں چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ایک مختصر سی نشست ہے۔

میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا کہ سیر وافی الارض، زمین میں چلو پھرو، جب زمین پر انسان چلتا پھرتا ہے تو جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے مالا مال کیا ہے، جو لوگ مطالعہ کرتے ہیں، اللہ کی قدرت پر ان کا اور زیادہ یقین پیدا ہو جاتا ہے۔

آپ یہ بات سن کر حیران ہو جائیں گے کہ یہ زمین بیل کے سینگوں پر یا مچھلی کی پشت پر رکھی گئی ہے، انسانی کھوپڑی اس چیز کو نہیں مانتی، کسی جاننے والے سے آپ پوچھیں تو وہ بتائے گا کہ جی! یہ اسرائیلی روایت ہے، کوئی کہے گا کہ جی! یہ ضعیف روایت ہے، مگر مؤحدین کے نزدیک بیلوں کے سینگ اور مچھلی کی پشت پر زمین کا رکھا جانا تو سمجھ میں آتا ہے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اللہ نے زمین کو ایک تنکے کے اوپر رکھا ہوا ہے تو یہ بات بھی قابل فہم ہے، اللہ کی قدرت اور کاریگری پر مؤحدین کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے، اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اللہ نے اس زمین کو ایک

تنکے کے اوپر کھڑا کیا ہوا ہے تو مؤحد اس بات کو ماننے کے لیے بھی تیار ہے، کیونکہ میرا رب اس بات پر قادر ہے کہ وہ تنکے پر زمین کو کھڑا کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ زمین بچھائی ہے، قرآن کریم بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں زمین وآسمان کو بنایا ہے، دو دنوں میں آسمان، دو دنوں میں زمین اور دو دنوں میں باقی چیزوں کو پیدا فرمایا ہے۔

آپ اندازہ فرمائیے کہ ہم اتنا طویل سفر کرکے یہاں پہنچے ہیں، آپ کی دیکھتی آنکھوں نے ہر سمت ہریالی ہی ہریالی، سبزہ ہی سبزہ دیکھا، موسمی تغیرات کے باعث ہوا کی بندش تھی، جس وجہ سے ہمیں گرمی محسوس ہوتی تھی مگر ہم یہاں جب اس چوٹی پر پہنچے تو محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی خوشگوار موسم عطا فرمایا ہے۔

پھر آپ اپنے دائیں بائیں درختوں کی چوٹیاں دیکھیں، یہ فلک بوس درخت اللہ کی ثناخوانی میں مشغول ہیں، قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، آپ دیکھ لیجیے ایک چھوٹا سا بیج ہوتا ہے، اس بیج کو اللہ تعالیٰ پھاڑتا ہے، اس سے دھاگے جیسی چیز باہر لاتا ہے، پھر اس سے ایک پودا بنتا ہے، پودا بڑھتے بڑھتے تناور درخت کی شکل اختیار کرلیتا ہے، یہ اپنے سامنے موٹے موٹے درخت دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ کون سی ہستی ایسی ہے جو ان درختوں میں ہوا بھرتی ہے کہ یہ اس قدر موٹے ہو جاتے ہیں، کس چیز نے ان درختوں کو موٹا کر دیا؟

آپ دیکھیں کہ ہم کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں، اس میں کسی چیز کو چھوٹا اور بڑا کرنا ہو تو اس میں ہم فارمولے استعمال کرتے ہیں تو چیزیں چھوٹی بڑی ہو جاتی ہیں، مگر زمین کی مٹی پر کونسا فارمولا استعمال کیا گیا کہ یہ درخت بڑھتا چلا گیا، اوپر اٹھتا چلا گیا، اس کی شاخیں اور ٹہنیاں نکلتی چلی گئیں، اس کا تنا دیکھیں کہ کس طرح اوپر تک چلتا

چلا گیا، پھر اللہ نے کس طرح اس بلند و بالا درخت کو اپنی قدرت و کاریگری کے ساتھ کھڑا کیا ہوا ہے۔

یہ وہ درخت ہیں جنہیں عمارتی درخت کہتے ہیں، ان میں چیڑ کے درخت ہیں، بیاڑ کے درخت ہیں، دیار کے درخت ہیں، صنوبر کے درخت ہیں، پلندر ہیں، ان درختوں کو گرایا جاتا ہے، پھر انہیں چیرا جاتا ہے، چیڑھ کا درخت چیر کر اس کے شہتیر اور بالے بنائے جاتے ہیں، بالے وہ جو چھتوں میں ڈالے جاتے ہیں، بالن وہ جو چولہے میں جلایا جاتا ہے، بیاڑ کی لکڑ کاٹ کر اس کے تختے بنائے جاتے ہیں، جنہیں دروازوں اور کھڑیوں میں استعمال کیا جاتا ہے، دیار کی لکڑی ہمارے علاقے میں زیادہ نہیں ہوتی، وہ قیمتی لکڑی ہے۔

ان کے علاوہ آپ نے پھلدار درخت اپنی آنکھوں سے دیکھے، ان میں اخروٹ موجود ہیں سیب موجود ہیں، آپ نے دیکھا کہ تھوڑے سے فاصلے پر مختلف درخت موجود ہیں، سیب کا درخت ہے اس میں میرے رب نے مٹھاس بھر دی، رنگت بھر دی، رس بھر دیا، آپ اس کے تنے کا چھلکا چھیل کر دیکھیں اور ذائقہ ہے، جڑ کو چھیل کر چکھیں تو اور ذائقہ ہے، جس مٹی کے اندر سے یہ درخت اوپر آیا اس کو چکھ کر دیکھیں تو اور ذائقہ پائیں گے، اوپر والی شاخ کو چیر کر دیکھیں ذائقہ اور ہے، اور میرے رب نے اس کے اوپر جو پھل لگایا ہے اس کو کاٹ کر قاش بنا کر کھائیں تو اس کا ذائقہ آپ محسوس کریں، حیرت میں ڈوب جائیں گے، اس کی مٹھاس، اس کی رنگت اور اس کے رس سے محظوظ ہوں گے، جب کہ سیب کے اندر اس کا بیج ہوتا ہے آپ اسے بھی چکھ کر دیکھیں اس کا ذائقہ بالکل ہی مختلف ہے۔

سیب سے چند قدم کے فاصلے پر موجود آلو بخارے، آلوچے، خوبانی، ناشپاتی کا ذائقہ چیک کریں، یہ کیا ہے یہ فتبارک اللہ احسن الخالقین، یہ خوبصورت رب کی

پیداوار ہے،اس کی قدرت کا شاہکار ہے،اس نے اپنے دست قدرت سے یہ ساری چیزیں بنائیں۔

پھراس زمین کو آپ دیکھ رہے ہیں، کہیں اونچائی ہے اور کہیں ڈھلوان ہے، کہیں نشیب ہے اور کہیں فراز ہے، کہیں سیدھی ہے اور کہیں کج مج ہے، پھراس زمین میں رکھے اور سجائے گئے پتھر کو دیکھیں کہ قدرت والے رب نے انہیں کیسے زمین کے اندر پیوست کر دیا ہے۔

پہلے زمانے میں پتھر توڑنے کے بدان استعمال کیے جاتے تھے، وزن دار لوہے سے ان بڑی بڑی دیو ہیکل چٹانوں کو توڑااور ریزہ ریزہ کیا جاتا تھا، پہلے اسے لوہے سے فٹ دو فٹ کا سوراخ کیا جاتا تھا، پھر اس میں ایک بت ڈالی جاتی تھی اس کے ارد گرد بارود بھرا جاتا تھا، بارود کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کنکر ڈالے جاتے اور پھر اوپر سے انہیں لوہے کے ساتھ کوٹا جاتا تھا، پھر ایک آواز لگائی جاتی تھی کہ خبردار! یہ آواز اس لیے لگائی جاتی تھی تاکہ کوئی بے خبر انسان پتھر کے پھٹنے اور اڑتے ذرات کی زد میں آکر نقصان میں نہ چلا جائے، یہ آواز سن کر ہر شخص چوکنا ہو جاتا تھا، کیونکہ جب یہ پتھر اس بارود سے پھٹتا تھا تو اس کے ٹکڑے بہت دور تک پہلے بلند ہوتے تھے اور پھر مختلف جگہوں پر بکھر کر زمین پر آن گرتے تھے،اس پتھر کے پھٹنے کی آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی۔اب آپ دیکھ لیں کہ دیو ہیکل مشینری آگئی ہے، جو بڑی بڑی چٹانوں کو پہاڑوں کے اندر سے نکال کر انہیں منٹوں اور سیکنڈوں میں چورہ چورہ کر دیتی ہے ریزہ ریزہ کر دیتی ہے، ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے، یہ انسان کو دی گئی عقل کا استعمال ہے۔

اس لیے ہمہ وقت مسلمان کو اللہ کی تعریف و ثناء میں رطب اللسان رہنا چاہیے کہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔

(خصوصی نشست مع احباب، پتریاٹہ ٹاپ آف دی ہل، مری، ۲۴جولائی ۲۰۱۹ء)

محترم بھائیو، بزرگو اور دوستو! آج ہم یہاں ملکہ کوہسار مری میں حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے لیے وقف کیے گئے پلاٹ پر موجود ہیں، یہ ایک کنال کا پلاٹ ہے جو بھائی اورنگ زیب مرحوم نے حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے لیے اپنی زندگی میں وقف کیا تھا،ان کی وفات سے چند دن پہلے ہماری ان سے ملاقات ہوئی، اور انہوں نے دو مقامات ہمیں دکھائے،ان میں سے ایک جگہ دریائے جہلم کے کنارے پر تھی، جو ذرا مشکل تھی اور دور تھی،اس لیے ہم نے ان سے درخواست کی کہ جگہ وہ بتائیں جو ہماری رینج میں ہو،آج ہم جس جگہ پر موجود ہیں یہ ان کی طرف سے وقف کی گئی جگہ ہے، جس کی انہوں نے آخر میں نشاندہی فرمائی،اور اس کے بعد لائن کٹ گئی، رابطہ نہیں ہو سکا۔

چند دنوں کے بعد ہمارے ایک عزیز فوت ہوگئے، ہم نے لاہور سے حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے کاغذات روانہ کیے، بھائی اورنگ زیب صاحب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہسپتال میں زیرعلاج ہوں،آپ یہ کاغذات فلاں دکان پر رکھ جائیں،ٹرسٹ کے وہ کاغذات امانتاً وہاں رکھ دیے گئے، کئی دنوں تک بھائی درویش صاحب کے فون پر ہماری بات چیت نہ ہو سکی، پھر ایک دن ان کے ایک صاحب زادے جو ان کی تیمارداری کے لیے ان کے پاس ہسپتال میں تھے، ان سے رابطہ ہوا تو کہنے لگے کہ ابو کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور وہ زیرعلاج ہیں۔

یکم مئی ۲۰۱۹ء کو جناب اورنگ زیب صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، ہمیں انتہائی باوثوق ذرائع سے پتا چلا کہ وہ تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں، پھر میں اور قاری عثمان محمود حدوٹی اور میرے گھر والوں نے تعزیت کے لیے ان کے دولت خانے پر حاضری دی، ان کے بیٹے جناب فیصل صاحب کے پاس فاتحہ خوانی کی، ایصال ثواب کیا اور ان کی بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

اس کے بعد ان کے ورثاء میں بھائی ظفر محمود، بھائی فیصل محمود، بھائی منیب، بھائی عاقب محمود، بھائی یاسر محمود یہ ان کے پانچ صاحبزادگان ہیں، ان کے ان ورثاء کے ذریعے پتا چلا کہ انہوں نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے گھر والوں کو بھی وصیت کردی تھی کہ میں نے ایک کنال کا پلاٹ وقف کردیا ہے، سب بیٹوں نے کہا کہ ہمارے ابا کی زبان سے ایک کنال کے پلاٹ کو وقف کرنے کے جو الفاظ نکلے ہم ان شاء اللہ ان الفاظ کی لاج رکھیں گے اور انہیں عملی جامہ پہنائیں گے، الحمد للہ ان تمام بھائیوں کی باہمی رضامندی سے ان کے بڑے بھائی نے حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے لیے اسٹام کردیا ہے، اب جونہی کاغذات انتقال وغیرہ باضابطہ ان کے نام ہوں گے تو ٹرسٹ کے نام انتقال ہو جائے گا۔

جیسے ہمیں معلوم ہو رہا ہے کہ دشوار گزار گھاٹیاں، مشکل ترین راستہ، جھاڑیاں، پہلی مرتبہ ہم یہاں راستہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر پہنچے، اس سے راستے کی مشکلات کا اندازہ ہوتا ہے، مگر ہمیں وہ وقت یاد ہونا چاہیے جب مکہ کی سرزمین تھی، سیدنا ابراہیم اور ان کی گھر والی فلسطین سے چلے اور بیت اللہ شریف میں آکر ڈیرے لگادیے، گھر والی کو جب چھوڑ کر واپس آنے لگے تو کچھ بتایا نہیں، گھر والی نے پوچھا کہ کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی، جس کا مطلب یہ تھا کہ تمہیں اللہ کے سپرد کر کے جا رہا ہوں، اس پر حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔

آپ دیکھ لیجیے کہ قربانی پر کیا ملا؟ بچہ چھوڑ کر گئے، بیوی چھوڑ کر گئے، بیابان جگہ تھی، قرآن کہتا ہے بواد غیر ذی زرع ایسی وادی جس میں کوئی زراعت نہیں ہوتی، کوئی کھیتی باڑی نہیں ہوتی، آج بھی آپ مکہ اور مدینہ چلے جائیں، مدینہ میں کھجوروں کے باغات ہیں، سبزہ ہے، ہریالی ہے، مگر مکہ میں جائیں کالے پہاڑ اور کالے پتھر ہیں، کوئی ایک ایسا درخت نہیں ہے جس طرح یہاں ہمارے قریب بے شمار درخت ہیں، ہری بھری ٹہنیاں ہیں، شادابی ہے، کوئی ایسا درخت نہیں تھا جس کے سائے میں انسان بیٹھ سکے، وہاں ابراہیم علیہ السلام دونوں ماں اور بیٹے کو چھوڑ کر آگئے تھے۔

جو پانی پاس تھا وہ ختم ہو گیا، جو کھجوریں ساتھ لائے تھے وہ ختم ہو گئیں، جو توشہ دان میں زاد سفر ہمراہ تھا وہ ختم ہو گیا، بیٹا پیاس کی وجہ سے رو رہا ہے، حطیم میں پڑا بلبلا رہا ہے، یہاں چھوڑ کر اماں ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ دو پہاڑیوں پر سات چکر لگائے، صفا اور مروہ پہاڑیوں پر چکر سے مقصود پانی کی تلاش تھی، دو پہاڑیوں کے بیچ میں ڈھلان تھی، جب ایک پہاڑی سے اس ڈھلان کی طرف اترتیں تو قدم تیز ہو جاتے تھے، وہ دوسری پہاڑی پر چڑھ کر اپنے لخت جگر کو دیکھنا چاہتی تھیں، اس قربانی کو اللہ نے قیامت تک یادگار بنادیا، جو حاجی جاتا ہے، صفا اور مروہ کی سعی کے دوران یہاں میلین اخضرین سے تیز رفتاری سے گزرتا ہے، جو حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے، مرد تیزی سے قدم بڑھاتے ہیں جب کہ عورتیں آہستہ چلتی ہیں۔

ساتواں چکر جب مکمل کیا تو حضرت ہاجرہ کی آنکھوں نے پانی کے بلند ہوتے فوارے دیکھے، پانی کے اٹھتے فوارے دیکھ کر واپس لوٹیں اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مٹی کی لپ لے کر پانی کے گرد منڈھیر بنا رہی ہیں اور زبان سے زم زم کے الفاظ نکل رہے ہیں، زم زم کا معنٰی ہے رک جا، رک جا۔

میرے مدینہ والی سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگراماں ہاجرہ زم زم کا لفظ نہ بولتیں تو روئے زمین پر یہ پانی پہنچ جاتا، اس کے باوجود دنیا میں کوئی بدنصیب ایسا ہوگا جس نے زم زم کا پانی نہ پیا ہو، یا بدنصیب جگہ ہوگی جہاں یہ پانی نہ پہنچا ہو، ساڑھے چودہ سو سال تو ہمارے نبی ﷺ کو ہوگئے، ان سے کئی سو سال پہلے حضرت ابراہیم کے زمانے سے یہ پانی جاری ہے، مکہ کے رہائشی اور حجاج کے خدمت گار لوگ دور دراز سے آنے والے حجاج کرام کو یہی پانی پلاتے اور ان کی خدمت بجالاتے تھے۔

حضرت ہاجرہ کی قربانی پر اللہ نے زم زم عطا فرمایا، دو پہاڑیوں کے بیچوں بیچ جو دوڑ کر چلی تھیں اللہ کو وہ ادا بھی اتنی پسند آگئی کہ صفا اور مروہ کی سعی کرنے والے حاجیوں کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ یہاں ہاجرہ کی یاد میں دوڑ کر چلیں۔

خانہ کعبہ کوئی دس بار تعمیر کیا گیا، پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا، پھر آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا، پھر شیث علیہ السلام نے مٹی سے اسے بنایا، طوفان نوح میں یہ کچا گھر بہہ گیا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا، ان کے بعد قوم عمالقہ، قبیلہ جرہم اور قریش نے بنایا، یہ ساری تعمیرات ہوئیں، میں اس لیے عرض کر رہا ہوں تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ ان میں کوئی کام آسان نہیں ہے، مشکلات کے بعد یہ کام ہوئے ہیں، آج بیت اللہ شریف کا طواف آسان ہے، صفا و مروہ کی سعی آسان ہے، جگہ جگہ ٹھنڈے پانی کے کولر موجود ہیں، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں دینے والے اے سی اور پنکھے موجود ہیں، آدمی کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی، اوپر سے ٹھنڈی ہوائیں اور نیچے ٹھنڈے فرش موجود ہیں، مطاف میں دوران طواف سردی و گرمی دونوں موسموں میں محسوس تک نہیں ہوتا کہ کوئی تکلیف یا مشقت ہے۔

یہ آسانی کب اور کیسے پیدا ہوئی؟ یہ اس طرح پیدا ہوئی جیسے اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ ان مع العسر یسرا ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔

(بیان: حلیمہ سعدیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ مری کیمپس پھگواڑی، ۲۳ جولائی ۲۰۱۹ء)